امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ و جھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار نقیب

پھلواری شریف پٹنہ

مدیر
مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون
مولانا رضوان احمد ندوی

جلد نمبر 61/71 | مورخہ ۲۵/ربیع الاول ۱۴۴۳ھ مطابق یکم نومبر ۲۰۲۱ء روز سوموار | شمارہ نمبر 43

اس شمارہ میں

- اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
- دینی مسائل
- یادوں کے چراغ، کتابوں کی دنیا
- حجۃ الاسلام مولانا قاسم نانوتویؒ
- حکایات اہل دل
- دینی مدارس میں عصری تعلیم......
- موجودہ دور میں ہندوستانی مسلمانوں......
- نوجوان کردار کے غازی بنیں
- اخبار جہاں، ملی سرگرمیاں، ہفتۂ رفتہ

بیٹی بچاؤ

بین السطور

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

بیٹی کے قتل کرنے کا رجحان ماضی قریب میں تیزی سے بڑھا ہے اور اعداد و شمار بتاتے ہیں کہ اس رجحان نے ملک میں قدرتی اور فطری جنسی نیز صنفی توازن کو تہہ و بالا کر کے رکھ دیا ہے، کئی صوبوں میں مسئلہ یہ پیدا ہو گیا ہے کہ لڑکوں کو دلہن بنانے اور بیاہ لانے کے لئے لڑکیاں دستیاب نہیں ہیں، اور انہیں دوسرے صوبوں کی طرف دیکھنا پڑ رہا ہے۔

صنفی توازن کو اپنے طور پر غیر متوازن کرنے کی کئی وجوہات ہیں، پہلی وجہ تو یہ ہے کہ لڑکی کی شادی کے لئے مختلف مذاہب کے ماننے والوں میں گھوڑے، جوڑے، سلامی اور جہیز کی جو بیماری بڑھتی رہی ہے، اس نے اس رجحان کو فروغ دیا کہ لڑکیوں کو دنیا میں آنے نہ دیا جائے، الٹرا ساؤنڈ اور جانچ کی دوسری سہولتوں کی وجہ سے یہ ممکن ہو گیا ہے کہ حالت حمل میں ہی جنین کا پتہ چلا لیا جائے ایسے میں شادی کے بکھیروں اور کمائی کا بڑا حصہ تلک و جہیز کے نام پر لڑکے والوں کو دینے سے بہتر معلوم ہوتا ہے کہ اسے دنیا ہی نہ دیکھنے دی جائے۔ سرکار کو اس مسئلے کی سنگینی کا احساس ہے، اس لیے اس نے الٹرا ساؤنڈ کے ذریعہ حالت حمل میں جنس کا پتہ چلانے کو غیر قانونی قرار دیا ہے، اور الٹرا ساؤنڈ سے متعلق دکانوں پر اس مضمون کا بورڈ آویزاں بھی رہتا ہے، لیکن اس کی پرواہ کون کرتا ہے، دوسرے بہت سارے غیر قانونی کاموں کی طرح یہ کام بھی معقول رقم پکڑانے پر ہو جاتا ہے اور اگر بچی ثابت ہوئی تو ماں کے پیٹ کو ہی اس کی قبر بنا دی جاتی ہے، قیامت میں اس کے بارے میں بھی سوال ہوگا کہ کس جرم کی پاداش میں قتل کی گئیں۔

اسلام میں معاملہ اس کا الٹا ہے، یہاں بیٹی اللہ کی رحمت ہے، جنت میں لے جانے کا سبب ہے، بیٹی بیوی بن جائے تو شریک حیات بن کر گھر کو پر سکون بنانے کا ذریعہ ہے، اور جب وہ ماں بن جائے تو اس کے قدموں تلے جنت ہے، بہن ہے تو اپنے بھائیوں اور خاندان کے لئے مونس و غم خوار ہے اور یہ عورت ہی ہے جو بڑی مصیبت اٹھا کر ہمیں دنیا میں لانے کا ذریعہ بنی۔ یہاں شادیوں میں لڑکی والے پر کوئی مالی بوجھ نہیں ہے، نان و نفقہ، رہائش کے لئے مکان وغیرہ کی فراہمی لڑکے کے ہی ذمہ ہے، خوشی میں بھوج دینا بھی جسے ولیمہ کہا جاتا ہے، اسی کی ذمہ داری، ان سارے اخراجات کے ساتھ مہر کی ادائیگی بھی نکاح کے بنیادی لوازمات میں سے ہے، اس لئے مسلمانوں کے یہاں دختر کشی کا یہ عمل نسبتاً کم ہے، یہ اور بھی کم ہو سکتا ہے اگر ہم شریعت کے احکام کا پاس و لحاظ کرتے ہوئے سلامی اور جہیز کے ذریعہ معیار زندگی بڑھانے کا خیال دل سے نکال دیں، بدقسمتی سے یہ بیماری بہت سارے علاقوں میں مسلم سماج میں بھی داخل ہو گئی ہے، جس کی وجہ سے بڑی عمر تک لڑکیوں کے ہاتھ پیلے نہیں ہو پا رہے ہیں، حیدرآباد، بھوپال وغیرہ میں بڑی تعداد میں لڑکیاں کنواری بیٹھی ہوئی ہیں، اس صورت حال میں دخل کفو کے نام پر غیر ضروری میچنگ Maching دیکھنے کا بھی ہے، دین داری اصل ہے، اس میں برابری کا تصور کم ہوتا جا رہا ہے اور اس کی جگہ دوسری مختلف چیزوں کو ناک کا مسئلہ بنا لیا گیا ہے، شریعت کا مطالبہ صرف یہ ہے کہ ایسا رشتہ جس کے دین و اخلاق سے اطمینان ہو، اس کو قبول کر لینا چاہئے، اگر ایسا نہیں کیا گیا تو زمین میں بگاڑ پیدا ہونے کا خطرہ ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ ہماری بد عقلی، بے شعوری اور شرعی احکام کی ان دیکھی کی وجہ سے بگاڑ پیدا ہو چکا ہے، اور مختلف مذاہب کے مابین غیر شرعی شادی کا مزاج بڑھتا جا رہا ہے اور ہماری لڑکیاں محفوظ نہیں ہیں۔

ان دنوں لڑکیاں ایمان و عقیدہ کے اعتبار سے بھی غیر محفوظ ہو رہی ہیں، آئے دن غیر مسلموں کے ساتھ ان کے رشتے کی خبر آ رہی ہے، فرقہ پرست طاقتوں کی طرف سے اسے مہم کی شکل دی گئی ہے، پہلے وہ لوگ بھولی بھالی مسلم لڑکیوں کو پیار محبت کے جھانسے میں پھنساتے ہیں، پھر انہیں شادی کی پیش کش کرتے ہیں، اور جب وہ شادی کے لیے تیار ہو جاتی ہیں تو ان کا مذہب تبدیل کرا کر ہندو رسم و رواج کے مطابق ان سے ساتھ پھیرے لگوائے جاتے ہیں، کچھ دنوں کے بعد جب جی بھر جاتا ہے تو ان لڑکیوں کا قتل کرا دیا جاتا ہے اور لاش کسی ریل کی پٹری پر مل جاتی ہے، حکومتی سطح پر اسے خودکشی قرار دے کر فائل بند کر دی جاتی ہے، بیٹیوں کی حفاظت کے لیے ہمیں ان اسباب و عوامل پر بھی غور کرنا چاہیے، جس کی وجہ سے اس قسم کے واقعات پیش آتے ہیں، مخلوط تعلیمی اداروں میں جوان لڑکے لڑکیوں کا ایک ساتھ پڑھنا، موبائل کا استعمال، شادی میں تاخیر وغیرہ اس ارتداد کے بنیادی اسباب ہیں، گارجین اور والدین کی تعلیم و تربیت میں کمی اور نگرانی کے ختم ہوتے رجحانات بھی اس کلچر کو فروغ دینے میں بڑی حصہ داری نبھاتی ہے، اس لیے بیٹیوں کے ایمان و عقیدہ، عزت و آبرو کی حفاظت کے لیے انتہائی مستعدی کی ضرورت ہے اور ظاہر ہے جو اسباب و عوامل ہیں اس کو دور کیے بغیر ہم بیٹیوں کی حفاظت نہیں کر سکتے۔

ایک ہی سبب

کسی حکیم کے پاس ایک ضعیف، کمزور و ناتواں انسان مرض کی تشخیص اور علاج کے لیے گیا، اس نے حکیم صاحب سے عرض کیا کہ بدن میں درد ہے، حکیم نے کہا ضعف کی وجہ سے ہے، مریض نے کہا سر چکراتا ہے، حکیم نے کہا ضعف کی وجہ سے ہے، مریض نے عرض کیا آنکھوں میں تارے ناچتے ہیں، اور پاؤں ڈگمگاتا ہے، حکیم نے کہا ضعف کی وجہ سے ہے، مریض کو سخت غصہ آیا، اس نے کہا، تم نے پڑھا کیا ہے، تم کو خالی ضعف ہی یاد رہ گیا ہے، حکیم صاحب نے انتہائی تحمل، بردباری اور سنجیدگی سے کہا، یہ جھنجھلاہٹ بھی ضعف کی وجہ سے ہے۔

آج مسلم معاشرہ میں کم و بیش جو برائیاں پھیلی ہوئی ہیں، ان کے اسباب و علل پر جتنا غور کیجئے، اور جتنا بھی تجزیہ کیجئے اس کا جواب اس حکیم کی طرح ایک ہی سمجھ میں آتا ہے اور وہ ہے مکمل دین سے دوری اور مذہبی بیزاری، سماج میں کہیں ظلم ہو رہا ہے، دین سے دوری کی وجہ سے، رشوت، سود خواری، ناپ تول میں کمی بیشی، ملاوٹ کیا جا رہا ہے، دین سے دوری کی وجہ سے، جھوٹ، وعدہ خلافی، خیانت، بد دیانتی، غداری، دغا بازی، بہتان، چغل خوری اور آپسی جھگڑے عام ہیں، جواب ہے دین کی دوری کی وجہ سے، دور خاپن بدگمانی، غیر ضروری مداحی، خوشامد، بخل، حرص و طمع بے ایمانی اور چوری نے سماج میں اپنی جگہ بنا لی ہے، اور لوگ تیزی سے اس طرف بھاگ رہے ہیں، دین سے دوری کی وجہ سے، غیظ و غضب، بغض و کینہ، ظلم، فخر و غرور، ریا، خود پسندی، خود نمائی، فضول خرچی حسد اور فحش گوئی انسانوں کا مزاج بن گیا، جواب ایک اور صرف ایک ہے، دین سے دوری کی وجہ۔ آج زبان کی سچائی، دل کی سچائی، عمل کی سچائی کا وجود نظر نہیں آتا، عفت و پاکبازی، شرم و حیا، رحم، عدل و انصاف، عہد کی پابندی دیکھنے کو نہیں ملتی، احسان، عفو و درگذر، حلم و بردباری، انس و لطف، تواضع و خاکساری، خوش کلامی، ایثار، اعتدال، اور میانہ روی، خود داری یا عزت نفس، شجاعت اور بہادری، استقامت اور حق گوئی کے واقعات کتابوں میں ملتے ہیں، اور قصہ پارینہ بن گئے ہیں، گویا مسلم معاشرہ میں مکارم اخلاق اور حقوق و فرائض کی ادائیگی کا دروازہ بند ہوتا جا رہا ہے اور یہ متاع بے بہا، نایاب نہیں تو کمیاب ضرور ہو گیا ہے، اور اس کی جگہ رذائل تیزی سے لیتے جا رہے ہیں، جو لوگ آج بھی فضائل اخلاق کو پکڑے ہوئے ہیں، وہ سماج کی نظر میں دقیانوس، لکیر کے فقیر اور بیوقوف سمجھے جاتے ہیں، اس سوچ نے سماج کو راہ راست پر آنے سے دور کر رکھا ہے، اسلام جو مکارم اخلاق کی تکمیل کے لیے آیا تھا، اور جس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خاص طور پر اعلان کیا تھا کہ ”میں حسن اخلاق کی تکمیل کے لیے بھیجا گیا ہوں۔ حسن اخلاق کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں اتنا غلبہ تھا کہ کوئی وارد و صادر بھی بادی النظر میں اسے دیکھ کر محسوس کر سکتا تھا، یہی وجہ ہے کہ حضرت ابو ذرؓ نے اسلام لانے سے قبل جب اپنے بھائی کو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی اور تعلیمات کی تحقیق اور دریافت حال کے لیے بھیجا تو ان کے بھائی نے آ کر جو رپورٹ پیش کی اس کا ایک جملہ تھا ”میں نے ان کو دیکھا کہ وہ لوگوں کو اخلاق حسنہ کی تعلیم دیتے ہیں“ اور یہی وجہ ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”مسلمانوں میں کامل ایمان اس کا ہے، جس کا اخلاق سب سے اچھا ہو“۔ ایک دوسری حدیث میں ارشاد ہوا۔ ”تم میں سب سے اچھا وہ ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں“۔ ایک اور حدیث میں ہے۔ ”جب نامۂ اعمال تولے جائیں گے تو ترازو میں حسن خلق سے زیادہ بھاری کوئی چیز نہیں ہوگی، اس لیے کہ حسن خلق والا اپنے حسن خلق کی بدولت ہمیشہ کے روزہ دار اور نمازی کا درجہ حاصل کر سکتا ہے۔

ہم جب دین سے دور ہو گئے اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ان تعلیمات کو فراموش کر بیٹھے تو اس کے نتیجے میں سارا معاشرہ فساد و بگاڑ، اخلاقی انارکی اور رذائل کی آماجگاہ بن گیا، اس لیے مسلم معاشرہ میں پھیلی برائیوں کو اگر دور کرنا ہے تو اس کا ایک اور صرف ایک طریقہ ہے اور وہ ہے دین کے ہر ہر جز پر عمل کے لیے اپنے کو آمادہ اور تیار کرنا، امارت شرعیہ بہار اڈیشہ و جھارکھنڈ جس کے بنیادی مقاصد میں تنفیذ شریعت علی منہاج النبوۃ، یعنی شریعت کا نفاذ نبوی طریقۂ کار کے مطابق ہے، وہ مسلسل اس میدان میں کام کر رہی ہے، تعلیم کے فروغ کے لیے مکاتب اور اسکول کے قیام پر زور دیا جا رہا ہے، اس سے سماج میں اصلاح کے عمل کو فروغ ہوگا، فرقہ پرستوں کے پروپیگنڈے کا دفاع کیا جا سکے گا، اور خواتین کو انکے دائرہ کار سے واقف کرا کر سرکاری سطح پر دین میں مداخلت کی کوشش کو ناکام بنایا جا سکے گا، ان مقاصد کے حصول کے لیے امارت شرعیہ چاہتی ہے کہ ہر طبقہ کے لوگ اس مہم کا حصہ بنیں، علامتی نہیں، حقیقی، ذمہ دارانہ طور پر ہر گاؤں اور ہر محلّہ کے لوگ اس کے لیے تیار ہو جائیں تو معاشرہ کی اصلاح کا کام آسان ہو جائے گا، کیونکہ معاشرہ اور سماج فرد سے ہی بنتا ہے، صالح افراد کے مجموعہ کا نام صالح معاشرہ ہے، آیئے امارت شرعیہ کی اس مہم میں اپنی قوت و استطاعت کے مطابق شریک ہوں، یہ وقت کی ضرورت بھی ہے اور ایمان کا تقاضہ بھی۔

بلا تبصرہ

”موجودہ حکومت نے اپنی ناکامیوں سے انکار کے معاملے میں بھی نیا رکارڈ قائم کیا ہے، مودی حکومت نے کسی عالمی تنظیم یا ادارے کے ذریعہ اس پر کی گئی کسی بھی مدلل تنقید کو آج تک قبول نہیں کیا، اس حکومت نے کبھی اعتراف کا حوصلہ نہیں دکھایا کہ اس سے غلطیاں بھی ہو سکتی ہے، اپوزیشن کی کسی تنقید کو سیاسی مخالفت کی بنا پر رد کر دینا قابل فہل ہو سکتا ہے، لیکن کسی عالمی ادارے کی ہماری حکومت سے کسی بات کی کاش یاد دشمنی ہے کہ وہ اسے بد نام کرنے کے لیے بے بنیاد تنقید کرے۔“

(سراج نقوی: انقلاب ۲۲/ اکتوبر ۲۰۲۱ء)

Scanned with CamScanner

اللہ کی باتیں — رسول اللہ کی باتیں

مولانا رضوان احمد ندوی

سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی معنویت

ارشاد ربانی: ''اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر بڑا احسان کیا ہے کہ ان میں، انہیں میں سے ایک پیغمبر بھیجا، جو ان کو خدا کی آیتیں پڑھ کر سناتے ہیں اور ان کو پاک کرتے ہیں اور خدا کی کتاب اور دانائی سکھاتے ہیں اور پہلے تو یہ لوگ صریح گمراہی میں تھے۔ (سورۂ آل عمران: ۱۶۴)

مطلب: آقائے مدنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل دنیائے انسانیت ضلالت وتاریکی کے اندھیرے میں بھٹک رہی تھی، ان پر شرک وکفر کا دبیز پردہ پڑا ہوا تھا اچھے اور برے کی تمیز بالکل ختم ہوگئی تھی، ایسے پر آشوب حالات میں اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پوری دنیا کے لئے رحمت بنا کر بھیجا، ان پر نبوت ورسالت کی عظیم ذمہ داری ڈالی اور حکم دیا کہ آپ لوگوں کو اللہ کی آیات پڑھ پڑھ کر سنائیں، انہیں توحید کی دعوت دیں، شرک اور گناہوں سے پاک کریں اور بتائیں کہ اس دنیا کے سارے نظام کا خالق صرف اللہ کی ذات ہے وہی عبادت کے لائق ہے، اس کے بالمقابل اینٹ وپتھر، پیڑ ودپودے ایک بے جان اور بے قیمت چیزیں ہیں ان کے سامنے سجدہ کرنا گویا سجدہ کی توہین ہے، یہ مقدس پیشانی اگر جھکے تو صرف ایک خالق ومالک کے دربار میں جھکے کیونکہ وہی نفع ونقصان کا مالک ہے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم وتربیت کے ذریعہ لوگوں کے قلوب کا تزکیہ فرماتے رہے، تاکہ ان کے دل نفسیاتی آلائشوں سے پاک ہوں، اگر انسان کا دل عیوب ونقائص سے پاک ہو تو اس کا ہر عمل وکردار درست اور پاکیزہ ہوگا، کیونکہ دل انسان کی قوت وطاقت کا سرچشمہ ہوتا ہے یہ رگوں تک خون پہونچانے کا آلہ ہے جب وہ درست ہوگا تو انسانی زندگی کا پورا نظام درست رہے گا اور اگر اس میں بگاڑ وفساد پھیل جائے تو جسمانی نظام کے اندر بگاڑ پیدا ہو جائے گا، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''**ألا ان فی الجسد مضغةً اذا صلحت صلح الجسد کله و اذا فسدت فسد الجسد کله ألا وهی القلب**'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پاک ارشاد میں دل کی اصلاح وتزکیہ کو مرکز قرار دیا اور فرمایا کہ یہی اصل ہے کہ لوگوں کا دل ٹھیک ہو جائے اس کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم آیات قرآنی کی تلاوت کرکے ان کے معنی ومفہوم کو سمجھاتے اور حکمت کی باتیں بتلاتے، آپ کی تحریک دعوت اور تزکیہ وتعلیم سے پورا جزیرۃ العرب روشن ہوا اللہ کا مسلمانوں پر یہ عظیم احسان ہے جس کا تذکرہ اس آیت میں کیا گیا، مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ نے لکھا ہے: ''آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت نے انسانیت کو نئی زندگی، نئی روشنی، نئی طاقت، نئی حرارت، نیا ایمان، نیا یقین، نئی نسل، نیا تمدن، نیا معاشرہ عطا کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد سے دنیا کی نئی تاریخ اور انسانیت کے کام کی عمر شروع ہوئی کہ خود فراموشی اور خودکشی میں جو زمانہ گذرا وہ اعتبار کے قابل نہیں اور بینا اور نابینا، زندہ اور مردہ ایک پلڑے میں نہیں رکھے جا سکتے'' ان آیتوں کی تفسیر بیان کرتے ہوئے علامہ شبیر احمد عثمانیؒ نے لکھا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا کی توفیق واعانت سے علم وعمل کے ان اعلیٰ مراتب پر اس درماندہ قوم کو فائز کیا جو صدیوں سے انتہائی جہل اور صریح گمراہی میں غرق تھی، آپ کی چند روزہ تعلیم وصحبت سے وہ ساری دنیا کیلئے ہادی ومعلم بن گئی، لہٰذا انہیں چاہئے کہ اس نعمت عظمیٰ کی قدر کریں اور کبھی بھولے سے بھی ایسی حرکت نہ کریں جس سے آپ کو تکلیف پہونچے۔

شرم وحیا- ایک اخلاقی جوہر

''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ برہنگی سے بچو، کیونکہ تمہارے ساتھ ایسے فرشتے رہتے ہیں جو صرف بول وبراز اور مباشرت کے وقت تم سے الگ ہو جاتے ہیں تو ان سے شرماؤ اور ان کا خیال رکھو'' (ترمذی شریف، کتاب الاستیذان والآداب: ۱۰۳/۲)

وضاحت: شرم وحیا، ایک ایسی صفت اور اخلاقی جوہر ہے جو انسان کو فواحش ومنکرات سے روکتا ہے اور اس کے اخلاق وکردار اور شخصیت میں نکھار پیدا کرتی ہے، اسی لئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: "**الحیاء لایاتی الا بخیر**" کہ حیا سے صرف بھلائی ہی پہونچتی ہے، اگر یہ نہ ہو تو پھر بے حیا انسان جو چاہے کر سکتا ہے کوئی اس کو روک نہیں سکتا، جب کوئی حیا کی چادر کو تار تار کر دیتا ہے تو وہ لوگوں کی نظروں سے گر جاتا ہے، اس کی زندگی بے سمتی کی زندگی ہو جاتی ہے، اسی لئے اسلام مسلمانوں کو باکردار انسان بننے کی تعلیم دیتا ہے، اسی بنا پر حدیث پاک میں شرم وحیاء کو ایمان کا جزء قرار دیا گیا اور بے حیائی کو بداخلاقی وبے عزتی سے تعبیر کیا، ابن ماجہ کی ایک حدیث ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی بندہ کو ہلاک کرنے کا ارادہ فرمالیتا ہے تو پہلے اس سے شرم وحیا چھین لیتا ہے جب اس میں شرم وحیا اور غیرت نہیں رہتی تو وہ لوگوں کی نظروں میں حقیر اور مبغوض بن جاتا ہے جب اس کی حالت اس درجہ پہونچ جاتی ہے تو پھر اس سے امانت کی صفت بھی چھین لی جاتی ہے جب اس میں امانت داری نہیں رہتی تو وہ خیانت میں مبتلا ہونے لگتا ہے، اس کے بعد اس سے صفت اٹھالی جاتی ہے پھر تو وہ پھٹکارا ہوا، مارا مارا پھرنے لگتا ہے، جب اس کو اس طرح مارا مارا پھرتا دیکھو تو وہ وقت قریب آجاتا ہے کہ اب اس سے رشتہ اسلام بھی چھین لیا جائے (ترجمان السنہ، ص: ۱۸۸) الفاظ حدیث پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں ایمان سے قبل تین صفتوں کا ذکر آیا ہے، حیاء، امانت، رحمت اس کے بعد اسلام کا نمبر ہے، ان صفتوں میں حیاء وامانت کا اسلام سے بہت گہرا رشتہ وتعلق ہے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حیاء اور ایمان دونوں ایک دوسرے کے ساتھ وابستہ ہیں، جب ان میں ایک اٹھالیا جاتا ہے تو دوسرا بھی اٹھالیا جاتا ہے، ان احادیث سے معلوم ہوا کہ صفت حیا ایک عظیم قیمتی جوہر ہے جس کی پاسداری ہر مومن بندہ کو کرنی چاہئے تاکہ معاشرہ اور سماج میں اس کے خوشگوار اثرات پیدا ہوں۔

دینی مسائل

مفتی احتکام الحق قاسمی

میت کو غسل دینے کا طریقہ

س: میت کو غسل دینے کا مسنون طریقہ کیا ہے؟

ج: میت کو غسل دینے کا طریقہ یہ ہے کہ جس تخت پر غسل دینا ہے پہلے اس کو تین یا پانچ مرتبہ لوبان وغیرہ کی دھونی دیدیں، اس کے بعد میت کو قبلہ رخ یا جیسے بھی آسانی ہو لٹادیں، پھر میت کے کپڑے چاک کرلیں اور ایک تہبند اس کے سر پر ڈال کر بدن کے کپڑے اتارلیں، یہ تہبند موٹے کپڑے کا ہونا چاہئے تاکہ بھیگنے کے بعد ستر نظر نہ آئے اور اتنا بڑا ہونا چاہئے جس سے جسم کے وہ حصے چھپ جائیں جس کا چھپانا زندگی کی حالت میں ضروری ہے، اس کے بعد وضو کرائیں، وضو میں نہ کلی کرائیں اور نہ ناک میں پانی ڈالیں، البتہ کوئی کپڑا یا روئی وغیرہ انگلی میں لپیٹ کر پانی سے تر کرکے دانتوں، مسوڑھوں اور ہونٹوں کو اچھی طرح صاف کردیں، اسی طرح ناک کی سوراخوں کو بھی صاف کردیں، اس کے بعد ناک، منہ اور کان کے سوراخوں میں روئی رکھ دیں، تاکہ وضو اور غسل کراتے ہوئے پانی اندر نہ جائے، وضو کرنے کے بعد سر اور ڈاڑھی کے بالوں کو صابن وغیرہ سے خوب اچھی طرح دھودیں، پھر بائیں کروٹ لٹاکر بیری کے پتوں میں پکا ہوا پانی یا سادہ نیم گرم پانی دائیں کروٹ پر خوب اچھی طرح تین مرتبہ اوپر سے نیچے تک بہادیں تاکہ پانی بائیں کروٹ کے نیچے پہونچ جائے، پھر دائیں کروٹ پر لٹاکر تین مرتبہ اسی طرح سر سے پیر تک پانی ڈالیں، پانی ڈالتے ہوئے اگر صابن میسر ہو تو صابن بھی استعمال کریں اور بدن کو آہستہ آہستہ ملیں، اس کے بعد میت کو ذرا بٹھانے کے قریب کریں اور میت کو اوپر سے نیچے کی طرف آہستہ آہستہ ملیں اور دبائیں، اگر کچھ نجاست نکلے تو اس کو صاف کرکے دھودیں وضو اور غسل لوٹانے کی ضرورت نہیں ہے، اس کے بعد اس کو بائیں کروٹ پر لٹاکر کافور ملا ہوا پانی سر سے پیر تک تین دفعہ ڈالیں پھر سارے بدن کو تولیہ وغیرہ سے پونچھ دیں اور کوئی خشک کپڑا اس کے جسم پر ڈال دیں، دوران غسل میت سے کوئی مکروہ اور معیوب چیز دیکھیں تو اس کو چھپائیں اور کسی سے ظاہر نہ کریں اور جس مقام پر غسل دیں وہاں پردہ کردیں (صحیح البخاری، باب مایستحب ان یغسل وترا، رقم الحدیث: ۱۲۵۴، سنن ابی داؤد، باب فی النهی عن سب الموتیٰ، الدر المختار مع رد المحتار: ۸۴/۳-۸۹)

مرد کو کفنانے کا طریقہ

س: میت مرد کو کتنے کپڑوں میں کفن دینا مسنون ہے اور کفنانے کا طریقہ کیا ہے؟

ج: میت مرد کو تین کپڑوں میں کفن دینا مسنون ہے: (۱) لفافہ (بڑی چادر) جسکی لمبائی میت کی لمبائی سے اتنا فاضل ہو جس کو سر اور پیر کی جانب باندھا جاسکے، (۲) ازار: جس کی لمبائی سر سے قدم تک ہوتی ہے، (۳) اور تیسرا کپڑا قمیص ہے، جس کی لمبائی گردن سے قدم تک ہوتی ہے، لیکن اس کا ایک پلہ نیچے اور دوسرا پلہ میت کے اوپر ہوتا ہے:

"**ویسن فی الکفن له ازار وقمیص ولفافة (الدر المختار) (قوله ازار الخ) هو من القرن الی القدم والقمیص من اصل العنق الی القدمین بلاد خریص وکمین، واللفافة تزید علی مافوق القرن والقدم لیلف فیها المیت ویربط من الاعلی والاسفل**" (رد المحتار: ۹۵/۳)

کفنانے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے لفافہ بچھا کر اس پر ازار بچھادیں، پھر قمیص کا نچلا حصہ بچھائیں اور اوپر کا باقی حصہ سمیٹ کر سرہانے کی طرف رکھ دیں، پھر میت کو ستر کا خیال رکھتے ہوئے غسل کے تختہ سے آہستہ سے اٹھا کر اس بچھے ہوئے کفن پر لٹادیں اور قمیص کا جو نصف حصہ سرہانے کی طرف رکھا تھا اس کو سر کی طرف الٹ دیں کہ قمیص کا سوراخ (گریبان) گلے میں آجائے اور پیروں کی طرف پھیلا دیں اور غسل کے بعد جو تہبند میت کے بدن پر ڈالا تھا اس کو آہستہ سے کھینچ لیں اور میت کے سر اور ڈاڑھی پر عطر وغیرہ کی خوشبو لگادیں، پھر پیشانی، ناک دونوں ہتھیلیوں دونوں گھٹنوں اور دونوں پاؤں پر (یعنی جن اعضاء پر آدمی سجدہ کرتا ہے) کافور مل دیں، اس کے بعد ازار کا بایاں کنارہ میت کے اوپر لپیٹ دیں پھر دایاں لپیٹیں، پھر لفافہ اس طرح لپیٹیں کہ بایاں پلہ نیچے رہے اور دایاں پلہ اوپر رہے، پھر کپڑے کی دھجی (کترن) لے کر سر، کمر اور پاؤں کی طرف باندھ دیں تاکہ کھلنے نہ پائے:

"**(تبسط اللفافة) اولا (ثم یبسط الازار علیها ویقمص ویوضع علی الازار ویلف یساره ثم یمینه ثم اللفافة کذالک) لیکون الایمن علی الأیسر**" (الدر المختار علی صدر رد المحتار: ۹۸/۳)

عورت کو کفنانے کا طریقہ

س: میت عورت ہو تو اس کو کتنے کپڑوں میں کفن دینا مسنون ہے اور کفنانے کا طریقہ کیا ہے؟

ج: عورت کے کفن میں پانچ کپڑے ہیں، لفافہ، ازار اور قمیص یہ تین تو وہی کپڑے ہیں جو مردوں کے ہیں باقی دو کپڑے سربند اور سینہ بند ہیں، سربند (اوڑھنی) سر پر رکھ کر دونوں کناروں سے بالوں کو ڈھانکتے ہوئے سینہ پر رکھ دیا جاتا ہے اور سینہ بند بغل سے لے کر گھٹنے تک رہتا ہے:

"**وعرضها مابین ثدی المرأة الی السرة وقیل مابین الثدی الی الرکبة**" (رد المحتار: ۹۹/۳)

کفنانے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے لفافہ بچھا کر اس پر سینہ بند بچھادیں، پھر ازار، پھر قمیص کا نچلا حصہ بچھادیں اور اوپر کا حصہ سمیٹ کر سرہانے کی طرف رکھ دیں، پھر میت کو ستر کا خیال رکھتے ہوئے غسل کے تختہ سے آہستہ سے اٹھا کر اس بچھے ہوئے کفن پر لٹادیں اور قمیص کا جو نصف حصہ سرہانے کی طرف رکھا تھا اس کو سر کی طرف الٹ دیں کہ قمیص کا سوراخ (گریبان) گلے میں آجائے اور پیروں کی طرف پھیلا دیں، پھر تہبند جو غسل کے بعد میت کے بدن پر ڈالا گیا تھا وہ نکال دیں، اس کے بعد پیشانی، ناک وغیرہ اعضاء جن پر آدمی سجدہ کرتا ہے پر کافور مل دیں، پھر سر کے بالوں کے دو حصے کرکے کرتے کے اوپر سینہ پر ڈال دیں ایک حصہ دائیں جانب اور ایک حصہ بائیں جانب اس کے بعد سر اور بال پر سربند ڈال دیں اس کو نہ باندھیں اور نہ لپیٹیں، پھر ازار لپیٹ دیں، پہلے بائیں طرف سے پھر دائیں طرف سے، اس کے بعد سینہ بند سینہ اور گھٹنا پر دائیں بائیں کنارے سے باندھ دیں، پھر چادر لپیٹیں، پہلے بائیں جانب پھر دائیں جانب پھر کترن سے سر، کمر اور پاؤں کے پاس باندھ دیں تاکہ کھلنے نہ پائے: ''**(وهی تلبس الدرع، یجعل شعرها ضفیرتین علی صدرها فوقه) ای الدرع (الخمار فوقه) ای الشعر (تحت اللفافة (الدر المختار) قوله (تحت اللفافة) الاوضح تحت الازار**'' (الدر المختار مع رد المحتار: ۹۸/۳-۹۹)۔ فقط واللہ اعلم

Scanned with CamScanner

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

امارت شرعیہ بہار اڈیشہ جھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار نقیب

پھلواری شریف

جلد نمبر 61/71 شمارہ نمبر 43 مورخہ ۲۵؍ربیع الاول ۱۴۴۳ھ مطابق یکم نومبر ۲۰۲۱ء روز سوموار

کامیاب زندگی کے طریقے

کامیابی ہر انسان چاہتا ہے، اس میں نہ تو عمر کی قید ہے، نہ صنف کی اور نہ پیشے کی، جو جہاں ہے اس کی خواہش کامیاب ہونے کی ہوتی ہے، لیکن کامیابی کے لیے اللہ رب العزت نے جو پیمانہ رکھا ہے، وہ تزکیہ ہے، پاک وصاف جسم ہی نہیں، دل ودماغ بھی رکھنا ہے، یہ پاکی ایمان وعقیدہ کی بھی ہونی چاہیے اور عمل کی بھی، اسی وجہ سے قرآن کریم میں قد افلح من تزکیٰ وقد افلح المؤمنون کہا گیا ہے، عمل کی پاکیزگی میں نماز کی پابندی خشوع وخضوع کے ساتھ، لغویات سے پرہیز، زکوٰۃ کی ادائیگی، شرم گاہ کی حفاظت، وعدے کی پابندی، امانت میں خیانت نہ کرنا، اپنے اموال میں سائل اور محروم لوگوں کا خیال، قیامت کے دن کی تصدیق، اللہ کے عذاب کا خوف، شہادتوں پر قائم رہنا، تکبر سے اجتناب، زمین پر میانہ روی سے چلنا، ایرو غیرو کے سوالوں پر پُرامن اور سلامتی کا راستہ اختیار کرنا، راتوں کو رکوع وسجود میں گذارنا، اخراجات میں اسراف اور بخل دونوں سے اجتناب، اللہ کے ساتھ شرک سے گریز، ناحق کسی کو قتل نہ کرنا، جھوٹی گواہی سے پرہیز سب کچھ شامل ہے اور اللہ تعالیٰ کے ان احکام پر عمل کرکے ہی ہمارے لیے کامیاب زندگی گذارنا ممکن ہے، یہ ایسی کامیاب زندگی ہوگی، جس کی دنیا میں بھی پذیرائی ہوگی اور آخرت میں اللہ کی جنت کا بندہ حقدار ہو جائے گا۔

کامیابی کی تگ ودو میں سب سے اہم چیز اپنے ہدف اور مقصد کی تعین ہے، ہمارا ہدف اور نشانہ دنیا میں باعزت زندگی جو اللہ ورسول کے حکم کے تابع ہو اور آخرت میں جنت کا حصول ہے، اس مقصد کو پانے کے لیے ان اعمال کو خصوصیت سے اپنانا چاہیے، جو اوپر مذکور ہوئے۔

ان تمام اعمال کو اللہ کے نزدیک قابل قدر بنانے والی چیز اخلاص ہے، ہمیں اخلاص کے ساتھ عبادت کا حکم دیا گیا ہے، ہماری نیتیں یہ طے کرتی ہیں کہ ہمارے اعمال میں اخلاص ہے یا نہیں، حدیث میں فرمایا گیا کہ اعمال کا مدار نیتوں پر ہے، جس نے اللہ اور رسول کے لیے ہجرت کی وہ اس کی جزا پالے گا، جو کوئی کسی عورت سے شادی کی غرض سے ہجرت کرے گا وہ اپنے مقصد کو پالے گا، جو دنیا چاہے گا، اسے دنیا ملے گی اور جو آخرت کے لیے کام کرے گا، اللہ کی رضا کے لیے کام کرے گا، اسے اللہ کی رضا مل جائے گی۔

پھر چونکہ جنت کے بھی بہت سارے درجات ہیں، اس لیے اپنے اعمال پر مطمئن نہیں ہونا چاہیے، ترقی درجات کے لیے ہمیشہ کوشش جاری رکھنی چاہیے، اعمال پر بھروسہ بھی شان عبدیت کے خلاف ہے، ہمیں ساری محنت اور تگ ودو کے باوجود اللہ کا فضل طلب کرنا چاہیے، کامیاب زندگی کے لیے یہ بہت ضروری ہے، اس لیے کہ اللہ نے جو نعمتیں ہمیں دی ہیں عبادت وریاضت کی جو توفیق دی ہے اور اخلاص کی دولت سے مالا مال کیا ہے، یہ سب اسی کی دین ہے، اس لیے اعمال افعال میں شریعت کی پابندی کیجئے اور فضل اللہ سے مانگیے، شکر ادا کرنے سے نعمتوں میں اضافہ ہوتا ہے اور اللہ کا فضل جنت تک پہونچانے والا ہے۔

امریکی افواج کی خودکشی

مختلف ملکوں میں اپنی داداگیری بنائے رکھنے کے لیے امریکی حکومت نے اپنی افواج کو تعینات کر رکھا ہے، کہیں یہ نیٹو کی افواج کا حصہ ہے اور کہیں وہ تنہا میدان میں ہے، اس کے فوجی اڈے دنیا کے کئی ممالک میں ہیں، جن کے ذریعہ وہ اپنی طاقت کا مظاہرہ کرتا رہتا ہے، ۱۱/۹، کے بعد مختلف ممالک میں جن فوجیوں کو مورچے پر رکھا گیا، وہ پورے طور پر ذہنی تناؤ کے شکار رہے، جس کی وجہ سے گذشتہ بیس سالوں میں ۳۰۱۷۷ فوجیوں نے خودکشی کرلی، یہ تعداد لڑائی میں مارے گئے افواج کی بہ نسبت بہت زیادہ ہے؛ کیوں کہ لڑائی میں تو صرف ۷۰۵۷ افراد نے ہی جان گنوائی، یہ اعداد وشمار محفوظ افواج اور نیشنل گارڈ کے جوانوں کی خودکشی کے علاوہ ہیں، ان کو شامل کرنے کے بعد یہ اعداد اور بھی بڑھ جائیں گے۔

امریکہ لیے زیادہ فکر کی بات یہ ہے کہ خودکشی کرنے والوں میں اکسٹھ فی صد، نوجوان فوجی ہیں، حالاں کہ امریکی افواج میں نوعمروں کا تناسب صرف تینتالیس فی صدی ہے، بوسٹن یونیورسٹی کے ریسرچ اسکالر تھامس ہین نے اپنے مطالعہ کی روشنی میں ذکر کیا ہے کہ ۲۰۰۵ء میں امریکہ فوجیوں کی خودکشی کی شرح ۲۵،۵ فی صد تھی، جب کہ ان دنوں اس کی شرح ۵۶،۶ فی صد ہوگئی ہے، امریکہ کے ایک نفسیاتی صحت مرکز کے مطابق بیس سال میں عام شہریوں کی خودکشی کی شرح بڑھ کر ۳۵ فی صد ہوگئی ہے، یہ ایک لاکھ پر ۱۴،۲ فی صد کے قریب ہے، پنٹاگن کی ایک رپورٹ کے مطابق فوجیوں میں بھی خودکشی کا تناسب اسی قدر ہے۔

جو لوگ امریکہ کی چکا چوند اور اس کی طاقت سے متاثر اور مرعوب ہیں، انہیں جان لینا چاہیے کہ امریکہ کے عام شہریوں اور افواج میں کس قدر مایوسی ہے کہ وہ اپنی جان تک دینے سے گریز نہیں کرتے، لڑتے ہوئے مرجانا تو بہادری کی نشانی ہے، لیکن مایوس ہوکر خودکشی کرنا بزدلی ہے۔ اور یہ بزدلی محاذ پر مستقل لڑنے، مارنے اور مہلک ہتھیاروں کے بیچ رہنے سے پیدا ہورہی ہے، دشمنوں پر وار کرتے کرتے، لمبے وقت تک محاذ پر رہنے کی وجہ سے ان کی نفسیات اس قدر متاثر ہوتی ہے کہ انہیں اپنے وجود سے نفرت ہونے لگتی ہے اور بالآخر وہ اپنی زندگی کا خاتمہ خودکشی سے کررہے ہیں۔ امریکہ کے اندر کا یہ وہ کھوکھلا پن ہے، جس کی طرف لوگوں کی توجہ کم جاتی ہے۔

امیت شاہ کا پہلا دورہ کشمیر

دفعہ ۳۷۰ر اور ۳۵؍اے ختم کرنے، جموں کشمیر کی تقسیم اور اسے مرکزی حکومت کے تحت لانے کے کم وبیش دو سال بعد مرکزی وزیر داخلہ امیت شاہ جموں کشمیر کے تین روزہ دورے پر گیے تھے، ان کا دعویٰ تھا کہ ۲۰۱۹ء کے مقابلے ۲۰۲۰ء میں دہشت گردی کے واقعات میں ۵۹؍فی صد اور ۲۰۲۰ء کے مقابلے جون ۲۰۲۱ء تک بتیس فیصد کی کمی واقع ہوگئی تھی، مگر حالیہ دنوں میں جو واقعات رونما ہوئے اس کی وجہ سے وزیر داخلہ کا فکرمند ہونا فطری تھا، صرف دو ہفتے میں گیارہ ان کاؤنٹر کے واقعات گھاٹی میں رونما ہوئے، جس میں مبینہ طور پر سترہ دہشت گردوں، بتیس عام شہری کے ساتھ جونیر کمشنر آفیسرس سمیت نو (۹) جوانوں کو بھی اپنی جان سے ہاتھ دھونے پڑے، جموں کشمیر کے مشہور فارماسسٹ ماکھن لال بندرو کو چار لوگوں کے ساتھ ہلاک کردیا گیا۔ آخر کیا وجہ ہوئی کہ وہاں پھر نقض امن کے واقعات پیش آنے لگے، امیت شاہ نے اپنی لمبی میٹنگ میں جو کم وبیش چار گھنٹے چلی، سیکوریٹی فورسیز اور خفیہ ایجنسی کو مل کر کام کرنے کا حکم دیا، اور واضح کردیا کہ جموں کشمیر میں جو تبدیلی آئی ہے اس کی لہر کو رکنے نہیں دیا جائے گا، یقینی طور پر اسے نہیں رکنا چاہیے، لیکن اس کے لیے وہاں کے پُرامن شہریوں کو بھی خط افلاس سے نکالنا ہوگا، وہاں کی پیداوار کو ہندوستانی بازار میں اچھی قیمت ملے، اس کا انتظام کرنا ہوگا، کشمیر میں پھلوں کی پیداوار ہوتی ہے، اسے اونے پونے بڑے تاجر خرید لیتے ہیں، اور کشمیری عوام غربت وافلاس سے باہر نہیں نکل پاتی، واقعہ یہ ہے کہ جموں کشمیر میں ۱۰،۳۵ فی صد لوگ غریب اور ۱۷،۸ فی صد لوگ بے روزگار ہیں، بے روزگاری اور مفلسی دو بنیادی سبب ہے، جس کی وجہ سے پرامن کشمیری شہریوں کو مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے، ان مسائل سے جوجھتے ہوئے وہاں کے نوجوان دوسرے راستوں پر آگے بڑھ جاتے ہیں، قصور ان کا نہیں، اس پورے سسٹم کا ہے، جس نے انہیں مفلسی اور بے روزگاری کے دلدل میں دھنسا رکھا ہے۔

ایک اور بڑا مسئلہ وہاں رشوت کی گرم بازاری ہے، رشوت اور بدعنوانی سے پورا ملک جوجھ رہا ہے، لیکن کشمیر اس میں کچھ زیادہ ہی آگے ہے، آپ کے پاس قوت خرید ہو اور آپ رشوت بھی دے سکتے ہوں تو آپ وہاں کچھ بھی خرید سکتے ہیں، دفعہ ۳۷۰ر کے ہٹنے کے بعد وہاں کا بازار سب کے لیے کھل گیا ہے اور وہاں کی غریب عوام کو ٹھگنے کے بڑے مواقع پیدا ہو گیے ہیں، اگر کشمیر کو تشدد سے پاک کرکے جنت نشان بنانا ہے تو مفلسی، بے روزگاری اور رشوت کا خاتمہ کرنا ضروری ہوگا۔

فرقہ پرستوں کا نیا شکار - تری پورہ

تری پورہ شمال مشرق سرحد پر ہندوستان کی تیسری سب سے چھوٹی ریاست ہے، اس کا رقبہ ۱۰،۴۹۱ کلومیٹر ہے، اس کے شمال، مغرب اور جنوب میں بنگلہ دیش اور مشرق میں آسام اور میزورم ہے، ۲۰۱۲ء کی مردم شماری کے مطابق اس ریاست کی کل آبادی چھتیس لاکھ تہتر ہزار تھی، اگرتلہ اس ریاست کی راجدھانی ہے، آٹھ اضلاع پر مشتمل اس ریاست کا قیام ۲۱ر جنوری ۱۹۷۲ء کو ہوا تھا، یہاں کی زبان بنگلہ، کک برک اور انگلش ہے، آزاد ہندوستان سے پہلے کی بات کریں تو اس ریاست کا قیام چودہویں صدی میں مانکیہ نامی انڈو منگولین آدی واسی سربراہ نے کیا تھا۔ ۱۸۰۸ء میں اسے برطانیہ نے فتح کرلیا، یہ ایک خودمختار ریاست کے طور پر کام کرتی رہی، بعد میں یہ ہندوستان کا حصہ بنا۔

تری پورہ چوں کہ تین طرف سے بنگلہ دیش سے گھرا ہوا ہے، اس لیے وہاں کے رست وخیز اتار چڑھاؤ کا اثر تری پورہ پر پڑتا ہے، اس وقت یہ فرقہ پرستوں کے نشانے پر ہے، گذشتہ ہفتہ سے فرقہ پرستوں نے مسلم اقلیت کے خلاف جو آگ بھڑکائی ہے اس کو اب تک ٹھنڈا نہیں کیا جاسکتا ہے، اطلاع کے مطابق ایک درجن سے زیادہ مسجدیں اب تک جلائی جا چکی ہیں، یا ان کو نقصان پہونچایا گیا ہے۔ مسلمانوں کے گھروں اور دوکانوں میں جو آگ لگائی گئی اس کی سروے رپورٹ ابھی سامنے نہیں آئی ہے، ابتدائی رپورٹ کے مطابق تری پورہ کے گوماتی ضلع میں پولیس اور فرقہ پرستوں کے درمیان تصادم میں بارہ افراد زخمی ہوئے۔ بجرنگ دل، ہندو یوا واہنی اور آرایس اس کے کارکنان نے مسلمانوں پر جو حملہ بولا، اس میں پولیس خاموش تماشائی بنی رہی، بلکہ کہیں کہیں تو پولیس بھی فرقہ پرستوں کے ساتھ مل کر مسلم اقلیت کو نشانہ بناتے نظر آئی، ان حضرات کی دلیل یہ تھی کہ بنگلہ دیش میں ۱۳ر سے ۱۵؍اکتوبر ۲۰۲۱ء کے دوران جو تشدد کے واقعات ہوئے اس کا یہ رد عمل ہے، بنگلہ دیش کی وزیر اعظم شیخ حسینہ نے اس تشدد پر قابو پانے کے لیے فوری طور پر اقدامات کیے، گرفتاریاں بھی ہوئیں، شیخ حسینہ کا بھی یہی کہنا ہے کہ ہندوستان میں اقلیتوں پر کیے جارہے مظالم کا اثر بنگلہ دیش میں ہوتا ہے۔ کس پر کیا اثر ہورہا ہے، عمل اور رد عمل کیا ہے، اس سے قطع نظر افسوس کی بات یہ ہے کہ اب تک وہاں کے وزیر اعلیٰ نے اس کو روکنے کے لیے نہ تو مناسب اقدامات کیے اور نہ ہی کوئی بیان جاری کیا، جس کی وجہ سے فرقہ پرستوں کے حوصلے بلند ہوئے، حالاں کہ حکمراں کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ قانون کی بالادستی ختم کرنے والوں پر دارو گیر کرے اور انہیں قرار واقعی سزا دے، تاکہ آئندہ ریاست کا ہر شہری امن وچین کے ساتھ زندگی گزار سکے۔

جانچ ایجنسیوں کی جانچ

ہمارے ملک میں کئی جانچ ایجنسیاں ہیں، ان میں سے ایک نارکوٹکس کنٹرول بیورو (این سی بی) ہے، جس کے ذمہ منشیات سے متعلق جانچ کا کام ہے، اس کے زونل ڈائرکٹر ان دنوں سمیر وانکھیڑے ہیں، اور بدعنوانی کے الزامات کا سامنا کررہے ہیں، ان پر الزام ہے کہ انہوں نے شاہ رخ خان کے بیٹے آرین خان کی رہائی اور منشیات کے الزام سے بری کرانے کے عوض شاہ رخ خان سے بائیس کروڑ کا مطالبہ کیا تھا اور بات اٹھارہ کروڑ پر طے ہوگئی تھی، ان پر یہ بھی الزام ہے کہ انہوں نے آرین خان سے دس سادے کاغذ پر دستخط لیے تاکہ پھنسانے کے لیے اپنی مرضی کے مطابق اس پر بیانات لکھ سکیں۔

آرین خان کو کروز ڈرگ پارٹی میں منشیات کے الزام میں ۳؍اکتوبر ۲۰۲۱ء کو گرفتار کرلیا گیا تھا، اور آخر کار ۲۵؍دنوں کے ہائی وولٹیج ڈرامے کے بعد ممبئی کورٹ سے ۲۸؍اکتوبر کو ضمانت کا فیصلہ ہوا اور ۲۹؍اکتوبر کی شام آرین جیل سے رہا ہوا۔

آرین خان کو کورٹ نے تو ضمانت دے دی ہے۔ لیکن اصل معاملہ جانچ ایجنسی پر اٹھے سوالات کا ہے، اگر ہماری جانچ ایجنسیوں پر اس قسم کے الزامات لگتے رہے تو اس پر سے عوام کا اعتماد اٹھ جائے گا، اس لیے اس پورے معاملہ میں سمیر وانکھیڑے کی جانچ ہونی چاہیے اور جانچ مکمل ہونے تک انہیں عہدے سے معطل کرنا چاہیے، تاکہ ان کے خلاف جانچ کا عمل متاثر نہ ہو، یہ اس لیے بھی ضروری ہے کہ آرین خان کی رہائی سے اس پر درج مقدمات کی جانچ متاثر ہوگی، تو یہ فرد کا معاملہ ہے، لیکن سمیر وانکھیڑے کی بدعنوانی کا تعلق سسٹم سے ہے، مہاراشٹرا کے وزیر نواب ملک نے ان پر تاریخ پیدائش اور ذات بدل کر یہ عہدہ حاصل کرنے کا الزام لگایا ہے، ہم یہ نہیں کہتے کہ ان پر لگائے گئے سارے الزامات صحیح ہیں، یہ تو جانچ کے بعد پتہ چلے گا کہ کیا کچھ صحیح ہے؛ لیکن جانچ کے بغیر ان کو کلین چٹ دینا بڑی بھول ہوگی۔

Scanned with CamScanner

یادوں کے چراغ ✍: مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

مولانا ڈاکٹر عبدالمتین اشرف عمری مدنی

مدرسہ اشرف العلوم مراد آباد، جنداہا ویشالی کے بانی دارالتکمیل مظفر پور، جامعہ اصلاحیہ سلفیہ پٹنہ، ہائی اسکول باڑھ، گورمنٹ مڈل اسکول بہار شریف اور دانا پور مڈل اسکول کے سابق استاذ، رابطہ عالم اسلامی سے بحیثیت داعی ہندوستان میں مبعوث، اچھے استاذ، کامیاب داعی ومبلغ بہتر مقرر اور قابل ذکر محقق مولانا ڈاکٹر عبدالمتین اشرف عمری مدنی ۲۳ر اپریل ۲۰۲۱ء مطابق ۱۰ر رمضان بروز جمعہ بوقت بارہ بجے دن سفر آخرت پر روانہ ہوگیے، جنازہ کی نماز کے بہنوئی اور پھوپھا زاد بھائی مولانا محمد طاہر حسین شمسی نے بعد نماز عشاء پڑھائی اور عالم گنج پٹھان ٹولی کے قبرستان میں تدفین عمل میں آئی، پس ماندگان میں اہلیہ شمیمہ اشرف، دولڑکا خالد اشرف، شاہد اشرف اور تین لڑکی بشریٰ اشرف، حیا اشرف، اور طوبیٰ اشرف کو چھوڑا۔

مولانا ڈاکٹر عبدالمتین اشرف عمری مدنی بن شمس الضحیٰ بن مولوی عبدالقادر کی ولادت ۸ر اگست ۱۹۶۳ء کو مراد آباد ڈاکخانہ بھتھاہی وایا جنداہا، موجودہ ضلع ویشالی میں ہوئی، ابتدائی تعلیم گھر پر اپنے دادا مولوی عبدالقادر سے حاصل کرنے کے بعد گاؤں کے اردو سرکاری اسکول میں داخل ہوئے، اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے جامعہ دارالسلام عمر آباد تشریف لے گئے اور وہاں سے ۱۹۷۲ء میں فراغت کے بعد مدینہ یونیورسٹی گئے وہاں انہوں نے کلیۃ اللغۃ العربیۃ وادابھا (Feculty of Arabic language and literatures) میں داخلہ لیا، وہاں سے فراغت کے بعد رابطہ عالم اسلامی سے بحیثیت داعی مبعوث ہوئے اور حضرت مولانا عبدالسمیع جعفریؒ کی ایما و تحریک پر جامعہ اصلاحیہ سلفیہ جس کا پرانا نام مدرسہ اصلاح المسلمین پتھر کی مسجد پٹنہ ہے، اپنی خدمات سپرد کردی، پٹنہ میں قیام کے دوران ہی انہوں نے عربی میں ایم اے پی ایچ ڈی اور پیشہ وارانہ تعلیم کی تربیت (ٹریننگ) حاصل کی، پہلی دفعہ حج کی سعادت ۱۹۸۱ء میں ملی، پھر متعدد دفعہ حج وعمرہ کی سعادت پائی، آپ اپنے پانچ بھائیوں میں تیسرے نمبر پر تھے، تین بہنیں بھی ہیں۔

مدینہ طیبہ سے فراغت کے بعد مولانا، ماسٹر محمد ظہیر الدین محمد پور کنکھٹی، بکساواں، ویشالی کی دختر نیک شمیمہ خاتون سے رشتہ ازدواج میں منسلک ہوئے اور کامیاب ازدواجی زندگی گذاری، مولانا چوں کہ، زمانہ تک داعی کی حیثیت سے سعودی عرب سے مبعوث تھے، اس لیے پٹنہ اور ویشالی کی مسجدوں میں ان کا جمعہ میں خطاب ہوا کرتا تھا، بعض موقعوں سے جلسوں میں بھی شرکت ہوا، کرتی تھی، دونوں موقعوں سے تقریر میں ان کی طلاقت لسانی کا اثر سامعین پر ہوتا، ان کی نظر نصوص شرعیہ پر تھی اور آیات واحادیث مستحضر تھے، اس لیے تقریر میں اس کا خوب استعمال کرتے، جس سے ان کی تقریر مدلل ہوتی، وہ اپنی تقریر کو چیخ چلا کر بااثر بنانے کی کوشش کبھی نہیں کرتے، آواز نہ تو پست ہوتی اور نہ ہی گھن گرج والی، سیدھے سادے انداز میں بات رکھتے اور قرآن واحادیث سے مزین ہونے کی وجہ سے سامعین پر اس کا اثر پڑتا، وہ اپنے مسلک پر سختی سے عامل تھے، لیکن دوسرے مسلک والوں کو بُرا بھلا کہتے میں نے انہیں کبھی نہیں سنا، ان کے مزاج میں اعتدال تھا اور وہ طعن وتشنیع سے دور رہا کرتے تھے۔

قرآن واحادیث کے ساتھ مولانا کو ترکہ یعنی سہام شرعی، فقہ کی اصطلاح میں علم فرائض پر اچھی خاصی دسترس تھی، وہ جامعہ اصلاحیہ سلفیہ میں جب تک رہے، یہ مدت کوئی سال دو سال نہیں تیس پینتیس سال کو محیط ہے، فرائض کا درس آپ سے ہی متعلق رہا، اور آپ کے اس فن میں کئی نامور شاگرد ہیں۔

پٹنہ میں مستقل قیام کے باوجود آپ اپنے آبائی وطن کے لیے فکر مند رہا کرتے تھے، اس فکر مندی کے نتیجے میں آپ نے اپنے گاؤں میں ۱۹۸۰ء مدرسہ اشرف العلوم قائم کیا، اپنے شاگرد مولانا اختر اصلاحی اور مولانا شیخ اسلم جوہر اصلاحی کو تعلیم وتربیت کے کام پر لگایا، لیکن مولانا کے پٹنہ قیام کی وجہ سے گاؤں کی سیاست در آئی اور اس نے اس مدرسہ کو روبہ زوال کردیا، اس حالت میں مولانا کی دلچسپی بھی اس سے کم ہوگئی، بعد میں ان کے بھتیجہ محترم ابوبکر صدیق نے اس کے نظام کو اپنے ہاتھ میں لیا، بہار اسٹیٹ مدرسہ ایجوکیشن بورڈ سے فوقانیہ تک منظور کرا کر تعلیم وتربیت کے سابقہ انداز کو بحال کرنے کی جہد مسلسل کیا، اس طرح مدرسہ مولانا کی باقیات کے طور پر ان دنوں کام کر رہا ہے۔

رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ سے مبعوث داعی کی حیثیت ختم ہونے کے بعد ۲۰۰۷ء میں سرکاری استاذ کی حیثیت سے باڑھ ہائی اسکول میں اردو کی سیٹ پر بحال ہوئے، ۲۰۱۲ء میں آپ کا تبادلہ بہار شریف گورمنٹ مڈل اسکول میں ہو گیا، وہاں سے دانا پور مڈل اسکول آئے اور انتقال کے وقت وہیں وہ تدریسی خدمات انجام دے رہے تھے۔

مولانا سے میرے تعلقات کم وبیش اڑتیس سال کو محیط تھے، دارالعلوم دیوبند سے فراغت کے بعد میں مدرسہ احمدیہ ابابکر پور سے بحیثیت استاذ منسلک ہو گیا، ان دنوں میرا آنا جانا آبائی گاؤں حسن پور گنگھٹی بکساواں ویشالی سے ہی ہوا کرتا تھا، مولانا کی شادی ہوچکی تھی، محمد پور کنکھٹی میرے گاؤں کا ہی ایک محلہ ہے، ان کے خسر محترم مرحوم ماسٹر محمد ظہیر عالم سے والد مرحوم ماسٹر محمد نور الہدیٰ صاحبؒ کے گہرے روابط اور تعلقات تھے، اس لیے ماسٹر صاحب نکاح اور گھریلو معاملات کے وقت بھی مجھے خصوصیت سے یاد رکھا کرتے تھے، مولانا کا آنا جب کنکھٹی ہوتا تو مختلف قسم کی مجلسوں میں ان سے ملاقات ہوتی اور ان کے علمی ارشادات سے ہم لوگ فائدہ اٹھاتے، ان کی مجلس ہم عمروں میں زاہدانہ خشکی لیے نہیں ہوتی تھی اور انہیں اپنی عالمانہ بصیرت کا غرہ بھی نہیں تھا، اس لیے ہم عمری کی وجہ سے ہم لوگ ان سے گھل مل جاتے، ایک دو دفعہ ان کے گھر پٹنہ بھی جانا ہوا تھا، محبت سے پیش آتے، وہ خلیق اور ملنسار تھے، میں نے ان کو کبھی کسی کی غیبت کرتے نہیں سنا، بعض دفعہ میں نے انہیں چھیڑنا چاہا اور ان لوگوں کا ذکر کیا، جن سے ان کو تکلیف پہونچی تھی، مگر انہوں نے خوش اسلوبی سے ٹال دیا، اب جب کہ ہماری کوئی مجلس غیبت سے خالی نہیں ہوتی، مولانا کا یہ عمل لائق تحسین بھی ہے اور قابل تقلید بھی، اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ وہ ان کے سیئات کو درگذر فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین وصلی اللہ علی النبی الکریم

کتابوں کی دنیا ✍: ایڈیٹر کے قلم سے

(تبصرہ کے لئے کتابوں کے دو نسخے آنے ضروری ہیں)

خیر السیر فی سیرۃ خیر البشر

خیر السیر فی سیرۃ خیر البشر ولی اللہ عبدالسبحان ولی عظیم آبادی کی سیرت رسول پر منظوم کتاب ہے، جس کے ہر شعر سے ان کی قادر الکلامی اور محبت رسول کی جھلک ملتی ہے، ان کی یہ کتاب تاریخ اسلام میں حفیظ جالندھری کی ''شاہنامہ اسلام'' اور ڈاکٹر عبدالمنان طرزی کی مشہور ومعروف منظوم ''سیرت الرسول'' کے کام کو تسلسل عطا کرتی ہے۔

ایک سو اٹھائیس صفحات پر مشتمل اس کتاب کے اڑتیس صفحات پر عرض خاص، قطعۂ تاریخ طبع اول، قطعۂ تاریخ طبع جدید، پیام مسرت، شجرۂ نبویہ، نسب نامہ خیر البریہ، اسوۂ ختم الرسل، تشکر وامتنان اور مقدمہ خود شاعر کے قلم سے ہے، جن میں سے بعض نثر میں ہے اور بعض نظم میں، اس کے علاوہ پیشوائی ابو محمد ولی الزماں بن خنظر خان ناشر کی جانب سے ہے، جبکہ تاثرات مولانا عبدالخالق سنبھلی، مولانا ریاست علی بجنوری، مولانا محمد یوسف تاؤلی اساتذہ دارالعلوم دیوبند، مولانا سید محمد راشد مظفر نگری مبلغ دارالعلوم دیوبند، منظوم تقریظ جناب تاج الدین اشعر رام نگری کی ہے، جنہوں نے اشعار کے نوک وپلک درست کرنے کا کام کیا ہے، اصل کتاب صفحہ ۴۰ سے شروع ہوتی ہے، ایک سو سولہ پر مراجع کا ذکر ہے اور ۱۲۸ پر ولادت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی تاریخ کو مختلف کلنڈروں سے نقشہ کی شکل میں مرتب کیا گیا ہے۔

طبع جدید جو اس کتاب کا تیسرا ایڈیشن ہے، اس میں دو سو اشعار کے ساتھ عنوانات اور حوالہ جات کا بھی اضافہ کردیا گیا ہے، مطابع الرشید مدینہ منورہ سعودی عرب سے طبع شدہ یہ کتاب کاغذ، رنگین طباعت وغیرہ کے اعتبار سے بھی ممتاز ہے، خوبصورت اور دیدہ زیب، ناشر نے پوری کوشش کیا ہے کہ کتاب کی طباعت سیرت نبوی کے اعلیٰ معیار اور سیرت کے موضوع کے شایان شان ہو۔

کتاب کا موضوع سیرت پاک ہے، اس مناسبت سے شاعر نے چھوٹی بحر میں زبردست قادر الکلامی کا ثبوت دیا ہے، سیر وتاریخ کے لئے سب سے موزوں اور مناسب مثنوی والی ہیئت ہے، اس میں خاصی گنجائش رہتی ہے، لیکن مصنف نے اس کتاب کے لیے جس بحر کا انتخاب کیا ہے اس میں عموماً شاعر کا قافیہ تنگ ہوجاتا ہے، اسے سیرت پاک کا معجزہ اور ولی عظیم آبادی کی کرامت کہیے کہ وہ اس پل صراط سے صحیح وسالم گزرے ہیں، اس گذارنے میں میرے ہم وطن شاعر معین احمد شائق مظفر پوری بن ڈاکٹر آل حسن مرحوم، نعیم الرحمٰن نعیم جلالپوری اور تاج الدین اشعر رام نگری بنارس کا بڑا عمل دخل رہا ہے، شائق مظفر پوری کے انتقال کے بعد ان اشعار پر سب سے زیادہ اصلاح اور دقت نظر کے ساتھ ان کے نوک وپلک درست کرنے کا کام جناب تاج الدین اشعر نے کیا، تاج الدین اشعر اپنے نامور باپ مولانا امام الدین رام نگری کے نامور صاحب زادے اور نقیب کے سابق ایڈیٹر شاہد رام نگری کے بھائی ہیں مشہور سخنور، صحافی، ادیب ہیں، نعت گوئی میں خصوصی ملکہ رکھتے ہیں، انہوں نے اعتراف کیا ہے کہ ''درستگی کی پوری کوشش کے باوجود ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اصلاح کا حق ادا نہ ہوا۔''

چھوٹی بحر کی وجہ سے ولی عظیم آبادی نے بہت جگہوں پر اشاروں کنایوں میں بات رکھی ہے، اس لیے طویل نوٹ اور حاشیہ کی بھی ضرورت ہوئی، شاعر کے احساسات وخیالات پوری طرح قاری کی گرفت میں آجائیں اس خیال سے مفید اور مستند انداز میں انہوں نے اشعار کی توجیہ اور تاریخ کی تشریح نثر میں کردیا ہے، حاشیہ قیمتی ہے اور قاری تک اپنی بات پہونچانے کا بہتر ذریعہ بھی مبہم تعبیرات اور اشارات کی وضاحت کے لیے یہ ضروری بھی تھا۔ اشعار میں قافیہ بشر، جگر، نظر وغیرہ ہے، مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ قافیہ خوب نکالا ہے، ردیف اللہ اللہ مکرر ہے، جو پڑھنے میں خاص لطف وکیف وسرور پیدا کرتا ہے، پوری کتاب پڑھئے تو آپ دس سو باسٹھ مرتبہ اللہ اللہ کا ورد کر چکے ہوں گے، سیرت ختم الرسل کا مطالعہ اور اللہ اللہ کا ورد، فائدہ ہی فائدہ، لطف ہی لطف، ثواب ہی ثواب، کتاب کا پہلا عنوان وائی غیر ذی زرع میں آمد بہار ہے، چند اشعار دیکھئے:

زباں پر ہے شام وسحر اللہ اللہ — کروں ذکر خیر البشر اللہ اللہ
قلم کا ہے سجدے میں سر اللہ اللہ — کہ لکھتا ہے خیر السیر اللہ اللہ
خلیل خدا کا سفر اللہ اللہ — سوئے منزل معتبر اللہ اللہ

اختتام ان اشعار پر ہوتا ہے۔

صلوٰۃ وسلام آپ پر میرے آقا — مری سمت بھی اک نظر اللہ اللہ
ولی ہے تہی دست علم وعمل سے — لکھے کیا وہ خیر السیر اللہ اللہ

اشعار میں سلاست ہے، روانی ہے، برجستگی ہے، تعقید لفظی اور معنوی سے خالی ہے، صاحب کتاب عرصہ دراز سے مدینہ منورہ میں مقیم ہیں، وامن کوہ احد آپ کا مستقر ہے، اس لیے مدینہ کی پر کیف فضاؤں نے تخیل میں پرواز اور رفعت پیدا کی ہے، داخلی طور پر مصنف کے محبت رسول نے کام کیا اور کتاب انتہائی اہم اور معیاری تیار ہوگئی۔ مولانا عبدالرحیم بستویؒ سابق استاذ دارالعلوم دیوبند نے بجا لکھا ہے:

''ولی صاحب عشق نبی میں ڈوبے ہوئے ہیں، اور ان کا شاہ کار قلم حب النبی کی روشنائی چوس کر اوراق پر رواں ہے اور سیرت کے موتی بکھیرتا ہوا آگے بڑھتا ہے'' (۱۳) حضرت مولانا ریاست علی بجنوری نے لکھا ہے ''زبان وجذبات یعنی الفاظ اور معانی دونوں کی خوبی قابل قدر ہے'' (۱۵) حضرت مولانا قمر الزماں الہ آبادی دامت برکاتہم نے لکھا ہے ''نام بھی ماشاء اللہ خیر السیر فی سیرۃ خیر البشر یقیناً اسم با مسمی ہے، آں عزیز نے وجد وکیف سے اس کی تالیف کی ہے، اس لیے اس کے پڑھنے کا خاص اثر ہوتا ہے (۱۲۲)

مختصر یہ کہ کتاب سیرت کے موضوع پر قابل قدر اضافہ ہے، اور اس لائق ہے کہ ہر مسلمان کے گھر میں رہے، بچے بوڑھے، عورت مرد سب اس کا مطالعہ کریں، کہیں پر کتاب کی قیمت/ہدیہ درج نہیں ہے، مجھے مفت ملی ہے، آپ کو بھی مفت مل سکتی ہے، کوشش کر دیکھئے، ملنے کا پتہ کتاب پر درج ہوتا تو میں آپ کو ضرور بتاتا۔

Scanned with CamScanner

قسط نمبر-۱۸

حجۃ الاسلام الامام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کی فقہی بصیرت

☆حضرت مولانا محمد شمشاد رحمانی قاسمی نائب امیر شریعت امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ☆

نصاب مدارس میں فقہ کی غیر معمولی اہمیت:

حضرت نانوتویؒ نے دارالعلوم دیوبند کا نصاب مرتب کرتے وقت اس بات کا خیال رکھا کہ فقہ اسلامی کا رشتہ کتاب وسنت سے خوب مضبوط ہو اور اجتہادی مسائل کو کتاب وسنت پر پیش کرنے کا مزاج پیدا ہو فقہ کا علم محض جزئیات یاد کرنے تک محدود نہ رہ جائے بلکہ اجتہاد کے سرچشموں تک پہونچا جائے اور فقہ اسلامی کے کارواں کو آگے بڑھایا جائے۔ (الامام محمد قاسم نانوتویؒ حیات، افکار، خدمات: ص ۲۷۰)

پھر دیکھتے ہی دیکھتے دارالعلوم دیوبند ہندستان میں فقہ اسلامی کی تعلیم کا سب سے بڑا مرکز بن گیا، یہی نہیں بلکہ یہاں سے فقہ حنفی کی تائید کا جو سلسلہ شروع ہوا تھا وہ محدث عصر علامہ انور شاہ کشمیریؒ کے آتے آتے اپنے نقطۂ عروج تک پہنچ گیا اور حضرت علامہ کشمیریؒ نے پورے اعتماد کے ساتھ اعلان فرمایا:

''میں نے حنفیت کو اس درجہ مستحکم کر دیا ہے کہ اب انشاء اللہ سو سال تک اس کی بنیادیں غیر متزلزل رہیں گی۔ (نقش دوام: ص ۱۷۳)

ایک غیر مقلد کے ساتھ حضرت نانوتویؒ کا مباحثہ:

سوانح قاسمی میں لکھا ہے کہ (مشہور غیر مقلد) مولوی محمد حسین نے حضرت نانوتویؒ کو لکھا کہ مجھے تنہائی میں آپ سے بعض مسائل میں گفتگو کرنی ہے، مگر شرط یہ ہے کہ آپ کا کوئی شاگرد بھی وہاں موجود نہ ہو حضرت نے منظور فرما کر جواب تحریر فرمایا کہ تشریف لے آئیں، چنانچہ مولانا موصوف الامام الکبیر کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پھر وہی عرض کیا کہ تنہائی میں آپ سے کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں، اجازت دے دی گئی، جہاں تک یاد پڑتا ہے حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ ہی سے یہ بات فقیر نے سنی تھی فرماتے تھے کہ حجرہ بند کر دیا گیا، ہم طلبہ باہر تھے دونوں میں گفتگو ہونے لگی، ہماری طالب علمی کا زمانہ تھا، بے اختیار جی چاہا کہ اس گفتگو کو کسی طرح سننا چاہئے، میں اسی دروازہ سے لگ کر بیٹھ گیا جس کے متصل ہی اندر یہ حضرات بیٹھے تھے، الامام الکبیر نے مولانا سے فرمایا: ''دیکھئے جس مسئلہ میں بھی گفتگو فرمانی ہو اس میں دو باتوں کا خیال رکھیں ایک یہ کہ مسئلہ زیر بحث میں حنفیہ کا مذہب بیان کرنا آپ کا کام ہوگا اور دلائل بیان کرنا میرا کام ہوگا، دوسرے یہ کہ میں مقلد امام ابوحنیفہ کا ہوں اس لئے میرے مقابلہ میں آپ جو قول بھی بطور معارضہ پیش کریں گے وہ امامؒ ہی کا ہونا چاہئے یہ بات مجھ پر حجت نہ ہوگی کہ شافعیؒ نے یہ لکھا ہے اور صاحب درمختار نے یہ فرمایا ہے میں ان کا مقلد نہیں''؟

آپ جیسا شخص مقلد؟

چنانچہ فاتحہ خلف الامام، رفع یدین، آمین بالجہر وغیرہ بہت سے مختلف فیہ مسائل زیر بحث آئے اور حسب شرائط طے شدہ مولانا محمد حسین صاحب مذہب احناف بیان فرماتے اور الامام الکبیرؒ دلائل سے اسے ثابت کرتے الامام الکبیر کی تقریروں کے درمیان مولانا محمد حسین صاحب جھوم جھوم جاتے اور بعض اوقات تو جوش میں سبحان اللہ! سبحان اللہ! کہتے کہتے کھڑے ہونے کے قریب ہو جاتے، جب گفتگو ختم ہو چکی تو مولوی محمد حسین صاحب (مشہور غیر مقلد عالم) کی زبان سے بے ساختہ یہ فقرہ نکلا کہ:

''مجھے تعجب ہے کہ آپ جیسا شخص اور مقلد ہو (یعنی بایں زور علم وفراست وقوت استنباط تقلید کے کیا معنی؟ جواب میں حضرت شیخ الہندؒ کہتے تھے: میں نے سنا الامام الکبیرؒ ارشاد فرما رہے ہیں''اور مجھے تعجب ہے کہ آپ جیسا شخص اور غیر مقلد ہو یعنی مدعی اجتہاد ہو''۔ (سوانح قاسمی: ص ۲۲-۲۳رج ۲)

حاشیہ بخاری میں فقہی ابحاث:

بخاری شریف کے حاشیہ پر جو آپ نے کام کیا ہے اس میں جو مباحث فقہیہ آئی ہیں ''مشتے نمونہ از خروارے'' کے طور پر چند یہ ہیں:

قضاء قاضی ظاہراً نافذ ہوگا یا باطناً، ص: ۱۰۳۲-۱۰۶۵ پر، پڑوسی کے لئے حق شفعہ ہے یا نہیں؟ اس سلسلے میں احناف کا نقطۂ نظر اور امام بخاری کی تنقید کا جواب ص ۱۰۳۲ پر، حانث ہونے سے پہلے کفارۂ قسم کی ادائیگی۔ ص ۱۰۱۸ پر۔ قضاء علی الغائب ص ۱۰۶۴ پر، غلام مدبر کی بیع ص ۱۰۶۶ پر، صوم وصال کی ممانعت ۱۰۷۵ پر نہایت مبصرانہ ومحققانہ بحث ملتی ہے، جس سے آپ کی فقیہانہ شان سامنے آتی ہے۔

مباحث فقہیہ پر مشتمل مکتوبات

(۱) **اسرار الطہارۃ** (اردو) اس مکتوب میں آپ نے وضو کی حکمتیں بیان کی ہیں جو صفحہ ۴ر سے ۳۴ر تک بحث پھیلی ہوئی ہے۔

(۲) **فرائد قاسمیہ**: (فارسی) اس مکتوب میں آپ نے امام کے پیچھے مقتدی پر سورۂ فاتحہ ہے یا نہیں صفحہ ۱۴۷ر سے ۱۵۴ر تک اس کی تحقیق پیش کی ہے۔

(۳) **فیوض قاسمیہ**: (فارسی) مغرب، عشاء اور فجر تین نمازوں میں جہری قراءت کی وجہ بیان کی ہے۔

(۴) **لطائف قاسمیہ**: (فارسی) صفحہ ۲۲رتا ۲۸ر جمعہ کے احکام محققانہ انداز میں مدلل بیان کیا ہے۔

(۵) **مصابیح التراویح**: (فارسی) صفحہ ۲رتا ۸۴ر تراویح کی بیس رکعات کو ثابت کیا ہے۔

(۶) **لطائف قاسمیہ**: (فارسی) صفحہ ۶رتا ۱۳ر پر تراویح کو دلائل عقلیہ ونقلیہ سے ثابت کیا ہے۔

(۷) **فرائد قاسمیہ**: (فارسی) صفحہ ۱۶۶رتا ۱۶۹ر رمضان میں جماعت کے ساتھ وتر کی نماز پڑھنے پر تحقیقی کلام کیا ہے۔

(۸) **فرائد قاسمیہ**: (فارسی) صفحہ ۱۶۹رتا ۲۰۲ر پر سرقہ اور غصب کی حقیقت اور ان دونوں کے درمیان فرق پر کلام کیا ہے۔

(۹) **فرائد قاسمیہ**: (فارسی) صفحہ ۱۶۴رتا ۱۶۵ر پر حائضہ عورت کے ساتھ مباشرت کے ممانعت کی وجہ پر کلام کیا ہے۔

(۱۰) **لطائف قاسمیہ**: (اردو) صفحہ ۱۹رتا ۲۰ر پر رہن کی زمین سے جو فائدہ اٹھایا جائے وہ سود ہے یا نہیں اس پر کلام کیا ہے۔

(۱۱) **قاسم العلوم**: (فارسی) صفحہ ۱رتا ۳۵ر ہندوستان میں سود لینے کے عدم جواز پر کلام ہے۔

(۱۲) **فرائد قاسمیہ**: (فارسی) صفحہ ۱۰۴رتا ۱۲۳ر مال حرام اور اس کی گندگی سے متعلق بحث ہے۔

(۱۳) **مکتوبات قاسمیہ**: (اردو) صفحہ ۳۴رتا ۳۸ر اللہ تعالیٰ کے نظام میں تقسیم کار کی حکمت سے متعلق بحث ہے۔

حکایات اہل دل

مولانا رضوان احمد ندوی

عرصہ سے ہفتہ وار نقیب میں حکایات اہل دل کے ذیل میں بزرگان دین اور اولیاء ومشائخ کے واقعات لکھنے کا سلسلہ جاری ہے، جنہیں قارئین دلچسپی سے پڑھتے ہیں اور اپنے اندر ایمان ویقین میں تازگی وتوانائی محسوس کرتے ہیں، اسی سلسلہ کے دو واقعات یہاں ذکر کئے جاتے ہیں امید ہے کہ آپ انہیں پسند کریں گے۔

عبرت اور سبق آموز واقعہ

حضرت امام ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک نہایت ہی سبق آموز واقعہ بیان کیا ہے کہ اصفہان کا ایک بہت بڑا رئیس اپنی بیگم کے ساتھ دسترخوان پر بیٹھا ہوا تھا، دسترخوان اللہ کی نعمتوں سے بھرا ہوا تھا، اتنے میں ایک فقیر نے یہ صدا لگائی کہ اللہ کے نام پر کچھ کھانے کے لئے دے دو! اس شخص نے اپنی بیوی کو حکم دیا کہ دسترخوان اس فقیر کی جھولی میں ڈال دو، عورت نے حکم کی تعمیل کی جس وقت اس نے اس فقیر کا چہرہ دیکھا تو دہاڑیں مار کر رونے لگی۔ اس کے شوہر نے اس سے پوچھا: بیگم آپ کو ہوا کیا ہے؟ اس نے بتلایا کہ جو شخص فقیر بن کر ہمارے گھر پر دستک دے رہا تھا، وہ چند سال پہلے اس شہر کا سب سے بڑا مالدار اور ہماری اس کوٹھی کا مالک اور میرا سابق شوہر تھا، چند سال پہلے کی بات ہے کہ ہم دونوں دسترخوان پر ایسے ہی بیٹھ کر کھانا کھا رہے تھے، جیسا کہ آج کھا رہے ہیں، اتنے میں ایک فقیر نے صدا لگائی کہ میں دو دن سے بھوکا ہوں اللہ کے نام پر کھانا دے دو، یہ شخص دسترخوان سے اٹھا اور اس فقیر کی اس قدر پٹائی کی کہ اسے لہولہان کر دیا، نہ جانے اس فقیر نے اسے کیسی بددعا کی کہ اس کے حالات انتہائی خراب ہو گئے، کاروبار ٹھپ ہو گیا اور وہ شخص قلاش وفقیر ہو گیا، اس نے مجھے بھی طلاق دے دی، اس کے چند سال گزرنے کے بعد میں آپ کی زوجیت میں آگئی، شوہر، بیوی کی یہ باتیں سن کر کہنے لگا بیگم! کیا میں آپ کو اس سے زیادہ تعجب خیز بات نہ بتلاؤں؟ اس نے کہا: ضرور بتلائیے، وہ کہنے لگا کہ جس فقیر کی آپ کے سابق شوہر نے پٹائی کی تھی وہ کوئی دوسرا نہیں بلکہ میں ہی تھا۔ (کتاب العبر)

گردش زمانہ کا ایک عجیب نظارہ یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس بدمست مالداری کی ہر چیز مال، کوٹھی، حتیٰ کہ بیوی بھی چھین کر اس شخص کو دے دی جو فقیر بن کر اس کے گھر پر آیا تھا اور چند سال بعد پھر اللہ تعالیٰ نے اس شخص کو فقیر بنا کر اسی کے در پر کھڑا کر دیا۔ **واللہ علی کل شیء قدیر**

تاریخ ایسے عبرت آموز واقعات سے بھری پڑی ہے، شرط یہ ہے کہ انسان ان سے عبرت پکڑے۔

شاہ عبدالعزیزؒ کا طرزِ عمل

شاہ عبدالعزیزؒ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے اور ان کے جانشین تھے، وہ خود بھی بڑے محدث تھے اور ان کے شاگرد بھی وقت کے اکابر میں سے تھے، اللہ رب العزت نے ان سے دین کا بہت بڑا کام لیا۔ ایک وقت تھا جب پاک، ہند میں ان کا فتویٰ چلا کرتا تھا، دہلی کی جامع مسجد سے چند ہی کلومیٹر کے فاصلے پر ان کا مدرسہ وگھر تھا، انہوں نے اپنے گھر میں ایک مسجد بنائی ہوئی تھی جسے ''مسجد بیت'' کہتے ہیں، تعلیم وتعلم کی مصروفیت کی وجہ سے وہ اکثر نمازیں وہیں پڑھا کرتے تھے البتہ جمعۃ المبارک کی نماز جامع مسجد جا کر پڑھا کرتے تھے، ان کے مریدین ان کی زیارت کے لئے آتے تھے، اللہ تعالیٰ نے ان کو بہت زیادہ حسن وجمال عطا فرمایا تھا، ان کا چہرہ ایسا منور تھا کہ لوگ دیکھنے کے لئے آتے تھے، البتہ جب وہ جمعہ کی نماز کے لئے جاتے تو اس وقت لوگ راستوں میں کھڑے ہو کر ان کا دیدار کیا کرتے تھے۔ ان کے خادم کا نام فصیح الدین تھا، وہ حضرت کو جمعہ پڑھانے کے لئے لے جایا کرتا تھا۔

پھر ایک وقت ایسا آیا کہ جب حضرت شاہ صاحبؒ جمعہ پڑھنے بازار جاتے تو بازار سے گزرتے ہوئے اپنے چہرہ کے اوپر گھونگھٹ کی طرح رومال ڈال لیتے، اب دیکھنے والوں کو چہرہ بھی نظر نہیں آتا تھا، اب لوگ ان کے خادم سے کہتے کہ جی ہم تو دیدار سے بھی محروم ہو جاتے ہیں، خادم اگر پرانے ہوں تو پھر بعض اوقات بے تکلفی بھی ہو جاتی ہے۔ چنانچہ ایک دن فصیح الدین نے موقع پا کر عرض کیا، حضرت! سارا ہفتہ تو لوگ ویسے ہی انتظار میں رہتے ہیں اور جب آپ جمعہ کیلئے جاتے ہیں تو چہرے پر رومال ڈال کر ان کو دیدار سے محروم کر دیتے ہیں، حضرت بھی چل رہے تھے اور وہ بھی ساتھ ساتھ چل رہے تھے، جب اس نے بات کی تو شاہ عبدالعزیزؒ نے اپنا رومال اتار کر فصیح الدین کے سر پر رکھ دیا، تھوڑی دیر کے بعد وہ غش کھا کر گر پڑا، لوگوں نے اس کو زمین سے اٹھایا اور جب ہوش آیا تو پوچھنے والے نے پوچھا کہ جی آپ کے ساتھ کیا ہوا؟ وہ کہنے لگا کہ جیسے ہی شاہ صاحب نے اپنا رومال میرے سر پر ڈالا تو مجھے بھرے بازار کے اندر نہیں کتے بلیاں اور خنزیر زیادہ چلتے نظر آئے، ان کی اندر کی شکلیں اس کو کشف کی صورت میں نظر آگئیں، یہ تو اللہ رب العزت کا احسان اور اکرام ہے کہ اس پروردگار نے گناہوں میں بدبو نہیں بنائی جس کی وجہ سے ہم آج آرام سے محفلوں میں بیٹھ کر زندگی گزارتے ہیں۔ (خطبات ذوالفقار: ۱۲/۱۲۶)

Scanned with CamScanner

دینی مدارس میں عصری تعلیم کے مثبت اور منفی پہلو

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی

برصغیر کے دینی مدارس کی ایک روشن تاریخ رہی ہے، موجودہ دور میں عام طور پر تعلیم وتعلم کا مقصد کسب معاش ہوا کرتا ہے؛ اسی لئے جب کسی کورس کی ترغیب دی جاتی ہے تو بطور خاص اس بات پر زور دیا جاتا ہے کہ اس سے آئندہ کیا معاشی مواقع پیدا ہوں گے، عام طور پر ہمارے عصری اداروں میں بہتر روزگار کا حامل شخص پیدا کرنے پر زور دیا جاتا ہے، ڈاکٹر بنایا جاتا ہے، انجینئر بنایا جاتا ہے، وکیل اور ہنرمند بنایا جاتا ہے، ادیب اور جرنلسٹ بنایا جاتا ہے؛ لیکن انسان کو سچ مچ کا انسان بنانے پر بہت کم توجہ دی جاتی ہے۔

دینی مدارس نے اپنا مقصد بنایا ہے: اچھے انسان پیدا کرنا، اس مقصد کے لئے اسلامی تعلیمات کو زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچانا اور ہر طرح کی آمیزش سے اس کو محفوظ رکھنا، مدارس کی یہ تحریک جس دور میں شروع ہوئی، اس وقت ہندوستان پر انگریزوں کا تسلط تھا، انہوں نے یہاں کے قدیم نظام تعلیم کو ختم کر کے ایک نئے نظام تعلیم کی بنیاد رکھی تھی، اس نظام میں مذہبی تعلیمات اور اخلاقی اقدار کا کوئی گزر نہیں تھا؛ بلکہ اس میں دین بیزاری اور اخلاقی بندشوں سے آزادی کو نہایت ذہانت کے ساتھ شامل کر دیا گیا تھا، اس پس منظر میں علماء نے ایسے ادارے قائم کئے، جو خالصتاً دینی تعلیم کے تھے؛ کیوں کہ عصری تعلیم کے لئے تو حکومت خود ہی ہر طرح کی سہولت فراہم کر رہی تھی؛ اس لئے مدارس کے نصاب میں جدید علوم پر زیادہ توجہ نہیں دی گئی، بنیادی توجہ دینی تعلیم پر کی گئی، پھر جب اس ملک سے انگریز چلے گئے تو کیا مدارس کے تعلیمی نظام کو اسی نہج پر قائم رہنا چاہئے یا اس میں عصری نظام کی بھی شمولیت ہونی چاہئے؟ اس میں مسلمانوں کے درمیان نقطۂ نظر کا اختلاف پیدا ہوا، یہ اختلاف آج بھی ہے، اور اس میں خاصا افراط وتفریط پایا جاتا ہے۔

ایک رائے یہ ہے کہ مدارس میں تھوڑی سی بھی عصری علوم کی شمولیت نہیں ہونی چاہئے، دوسری انتہا پر وہ حضرات ہیں جو نہ صرف عصری علوم کی شمولیت کے حامی ہیں؛ بلکہ چاہتے ہیں کہ ایک شخص بیک وقت عالم بھی ہو اور ڈاکٹر بھی، عالم بھی، اور انجینئر بھی، اسی طرح مختلف علوم وفنون کے ماہر علماء وجود میں آئیں، حقیقت یہ ہے کہ راہ اعتدال ان دونوں کے درمیان ہے، نہ یہ مناسب ہے کہ دینی علوم حاصل والے طلبہ کو مکمل طور پر عصری علوم سے محروم رکھا جائے، اور جب وہ مدرسہ سے نکل کر میدان عمل میں آئیں تو ایسا محسوس کریں کہ وہ کسی اور دنیا میں آگئے ہیں، اور نہ یہ بات قابل عمل ہے کہ ایک شخص بیک وقت اسلامی علوم میں بھی بصیرت حاصل کر لے اور عصری تعلیم کے کسی شعبہ کا بھی ماہر ہو جائے۔

اس سلسلہ میں غور کرتے ہوئے ہمیں پانچ نکات کو مدنظر رکھنا چاہئے، اول یہ کہ اسلام میں عصری علوم کی حیثیت کیا ہے؟ دوسرے: مدارس میں عصری علوم کو شامل کرنے کے فائدے کیا ہیں اور نقصانات کیا ہیں؟ تیسرے: عصری علوم حاصل کرنے کے بارے میں اکابر علماء کی کیا رائے رہی ہے، چوتھے: اگر عصری علوم دینی مدارس کے نصاب میں شامل کئے جائیں تو اس کے لئے قابل عمل صورت کیا ہو سکتی ہے کہ طلبۂ مدارس عصری علوم سے بھی آشنا ہوں اور دینی تعلیم کے اصل مقصد کو بھی نقصان نہ پہنچے۔

ا۔ جہاں تک عصری علوم کے بارے میں اسلامی نقطۂ نظر کی بات ہے تو یہ بات بالکل واضح ہے کہ اسلام کسی بھی ایسے علم کا مخالف نہیں ہے، جو انسانیت کے لئے نفع بخش ہو؛ اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعاء فرمایا کرتے تھے: ”اللّٰھم انی أسئلک علما نافعا (سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر: ۴۲۹) اے اللہ! "میں آپ سے ایسے علم کا سوال کرتا ہوں جو نافع ہو" نافع ہونا دو صورتوں کو شامل ہے، دین اور آخرت کے لئے نافع ہونا، دنیا میں انسان جن ضرورتوں سے دو چار ہیں، ان ضرورتوں کو حاصل کرنے میں نافع ہونا؛ اس لئے وہ تمام علوم جو کسی جہت سے انسان کو نفع پہنچاتے ہیں، اسلام کی نظر میں پسندیدہ علوم ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”الکلمة الحکمة ضالة المؤمن“ (سنن ترمذی، حدیث نمبر: ۲۶۸۷) ”علم وحکمت کی بات مومن کا گم شدہ اثاثہ ہے“ یعنی جیسے انسان اپنی گمشدہ چیز کے حاصل کرنے کا مشتاق رہتا ہے، یا خاندان کے گمشدہ عزیز کے پانے پر خوش ہوتا ہے، اسی طرح اگر کوئی علم وحکمت کی بات مسلمان کو حاصل ہو تو اسے شوق ومحبت کے ساتھ اس کا استقبال کرنا چاہئے؛ اس لئے یہ بات بالکل واضح ہے کہ مفید عصری علوم کا حاصل کرنا پسندیدہ بات ہے، اور اسلام ہرگز اس کا مخالف نہیں ہے۔

یہی صورت حال زبانوں کی ہے، عربی زبان کو یقیناً ایک خصوصیت اور عظمت حاصل ہے؛ کیوں کہ اسی زبان میں قرآن مجید نازل ہوا، اسی زبان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودات ومعمولات محفوظ کئے گئے، اور اسلامی علوم کے سرمایہ کا بڑا حصہ اسی زبان میں محفوظ ہے؛ لیکن زبانیں سب کی سب اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی ہیں، اور اللہ کی نعمت ہیں، کوئی زبان حقیر نہیں ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو عبرانی یا سُریانی زبان سیکھنے کا حکم دیا جو یہودیوں اور عیسائیوں کی زبان تھی؛ اس لئے انگریزی یا دوسری مشرقی ومغربی زبانوں کی تعلیم وتعلم میں کوئی حرج نہیں ہے، حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فارسی النسل تھے، اور انہوں نے قرآن مجید کی بعض سورتوں کا فارسی میں ترجمہ کیا تھا، علامہ سید سلیمان ندویؒ نے عرب وہند کے تعلقات میں لکھا ہے کہ بالکل ابتدائی دور میں عرب تجار ہندوستان میں تشریف لائے، اور انہوں نے مالابار کے علاقہ میں لوگوں کو اسلام کی دعوت دی، انہوں ایک ہندو راجہ کے مطالبہ پر قرآن مجید کا مقامی زبان میں ترجمہ بھی کیا، اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ مسلمانوں نے زبان کے معاملہ میں کسی تنگ نظری سے کام نہیں لیا، اور جہاں پہنچے، وہاں ان کی زبان اختیار کرتے ہوئے ان تک اللہ تعالیٰ کا دین پہنچایا، انگریزی زبان کا بھی یہی معاملہ ہے؛ بلکہ اگر غور کریں تو انگریزی زبان کے انٹرنیشنل حیثیت حاصل کر لینے میں خیر کا ایک بڑا اہم پہلو ہے؛ کیوں کہ پہلے زمانہ میں اگر پوری دنیا تک اسلام کا پیغام پہنچانا ہوتا تو نہ جانے کتنی زبانیں سیکھنی ہوتیں، آج صرف انگریزی زبان سیکھ کر پوری دنیا تک اسلام کی دعوت پہنچائی جا سکتی ہے؛ اس لئے اسلام نہ کسی نافع علم کا مخالف ہے، اور نہ کسی زبان کا، اسلام صرف یہ چاہتا ہے کہ انسان اپنے علم کو انسانیت کی بھلائی کے لئے استعمال کرے اور زبان کو اچھی باتوں کی طرف دعوت کا ذریعہ بنائے۔

دوسری قابل غور بات یہ ہے کہ عصری علوم کو حاصل کرنے کے فائدے کیا ہیں اور نقصانات کیا ہیں؟ - اگر غور کیا جائے تو علماء کے انگریزی زبان اور عصری علوم حاصل کرنے سے مختلف دینی فائدے متعلق ہیں، اول یہ کہ اس طرح وہ برادران وطن تک بہتر طریقہ پر اسلام کی دعوت پہنچا سکتے ہیں؛ کیوں کہ انگریزی ایسی زبان ہے، جو ملک کے تمام علاقوں میں پڑھے لکھے لوگوں کے درمیان بولی اور سمجھی بھی جاتی ہے، اور دعوت دین کے کام میں عصری معلومات مؤثر رول ادا کر سکتی ہیں، دوسرا اہم ترین فائدہ یہ ہے کہ اس وقت اسلام کے خلاف ایک زبردست فکری یلغار جاری ہے، قرآن مجید، حدیث نبوی، پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت، اسلامی شریعت غرض کہ دین کے ہر شعبہ پر حملے کئے جا رہے ہیں، اور خود مسلمانوں کی نئی نسل میں تشکیکی ذہن پیدا ہو رہا ہے؛ اگرچہ کہ اب ہندوستان میں سنگھ پریوار کے لوگ بھی اسلام کے خلاف غلط فہمیاں کرنے کا کام بڑے پیمانے پر کر رہے ہیں؛ لیکن ان سب کا سرچشمہ یہودی اور عیسائی مستشرقین ہی کا مواد ہے، جو انگریزی زبان میں ہے؛ اس لئے اگر آج علماء دفاع اسلام کا کام کرنا چاہیں تو ان کے لئے انگریزی زبان سے واقف ہونا نہایت ضروری ہے؛ کیوں کہ دعوت دین کا کام تو عوام بھی کر سکتے ہیں اور کر رہے ہیں؛ اسی لئے قرآن مجید میں فریضۂ دعوت کا مخاطب پوری امت کو بنایا گیا ہے۔ ”کنتم خیر امة أخرجت للناس تأمرون بالمعروف وتنھون عن المنکر“ (آل عمران: ۱۱۰) لیکن دفاع اسلام کا کام علماء ہی کر سکتے ہیں، اور علماء نے ہمیشہ اس کام کو سب سے زیادہ اہمیت دی ہے۔

عباسی دور میں جب یونانی فلسفہ عالم اسلام داخل ہوا، اور یہ علوم تشکیکی ذہن پیدا کرنے کا سبب بننے لگے تو امام غزالیؒ اُٹھے اور انہوں نے فلسفہ ومنطق کے اصولوں پر ان سوالات کے جوابات دیے، پھر آگے علامہ ابن تیمیہؒ علم کے اُفق پر نمودار ہوئے تو انہوں نے اقدامی طریقۂ کار اختیار کرتے ہوئے خود فلاسفہ یونان کے افکار کو غلط ثابت کیا، اور اس طرح دفاع اسلام کا بہت بڑا کام انجام پایا، افسوس کہ موجودہ دور میں ہم اس سے غافل ہو گئے ہیں، اور ہماری زیادہ تر توجہ باہر سے ہونے والی فکری یلغار کے مقابلہ باہمی مسلکی اختلاف کی طرف ہو گئی ہے، ہندوستان میں تعلیمی اعتبار سے دو اہم دبستان ہیں، دارالعلوم دیوبند اور ندوة العلماء، دارالعلوم دیوبند کے بانی حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ نے پوری زندگی آریہ سماجی اور ہندو احیاء پرستی کے مقابلہ میں لگائی، اور تحریک ندوة العلماء کے مؤسس حضرت مولانا محمد علی مونگیریؒ نے عیسائیت اور قادیانیت کے رد کو اپنی زندگی کا مشن بنایا، یہ فضلاء کے لئے خاموش پیغام ہے کہ ان کی توجہ کا اولین ہدف دفاع اسلام ہونا چاہئے، اور اس کے لئے انگریزی زبان، مغربی افکار اور مغربی اور ہندوستانی تاریخ سے واقف ہونا ضروری ہے۔

عصری علوم سے واقفیت کا تیسرا فائدہ یہ ہے کہ اس کے ذریعہ ہمارے فضلاء عصری درسگاہوں اور بالخصوص انگلش میڈیم اسکولوں میں بہتر طور پر کسی احساس کمتری کے بغیر اسلامیات کی تعلیم دے سکتے ہیں، یہ ایک اہم کام ہے، اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس کام کی اہمیت بڑھتی جا رہی ہے، اللہ کا شکر ہے کہ مسلم مینجمنٹ کے تحت چلنے والے اداروں کی تعداد روز بروز بڑھ رہی ہے، اور وہاں اسلامیات کی تعلیم کے لئے ایسے اساتذہ کی ضرورت پڑ رہی ہے جو انہیں انگریزی زبان میں دینی تعلیم دے سکیں، اردو زبان میں اگر انہیں تعلیم دی جائے تو اول تو بہت سے طلبہ اسے سمجھنے سے قاصر رہتے ہیں، دوسرے: چونکہ اس وقت انگریزی زبان کا جادو پورے ماحول پر اثر انداز ہے؛ اس لئے طلبہ اردو زبان میں ہونے والی تعلیم کو قدر وقعت کی نظر سے نہیں دیکھتے اور خود مدرس میں بھی احساس کمتری پیدا ہو جاتا ہے۔

اسی سے قریب تر چوتھا فائدہ یہ ہے کہ اگر علماء انگریزی زبان سے واقف ہوں تو وہ بہتر طور پر نئی نسل سے مخاطب ہو سکتے ہیں، اگر علماء عصری علوم سے واقف ہوں تو وہ اسلامی ماحول اور دینی تربیت کے ساتھ عصری تعلیم کے ادارے قائم کر سکیں گے، نیز اِس وقت دینی مدارس کی طرف آنے کا رجحان جس تیزی سے کم ہو رہا ہے، اور بڑے مرکزی مدارس کے علاوہ اکثر دینی درسگاہوں میں طلبہ کی تعداد گھٹتی جا رہی ہے، اس کا بھی تدارک ہوگا، اور جب والدین دیکھیں گے کہ ان مدارس میں بھی ہمارے بچے دینی علوم کے ساتھ ساتھ عصری علوم کو حاصل کر رہے ہیں، تو ان شاء اللہ مدارس کی طرف رجحان بڑھے گا۔

دینی مدارس کے نصاب میں عصری علوم اور انگریزی زبان داخل کرنے کے بعض منفی پہلو بھی ہیں، اور اس سلسلہ میں دو باتیں خاص طور پر اہم ہیں: ایک یہ کہ جن اداروں میں اس کا تجربہ کیا جا رہا ہے، وہاں یہ بات سامنے آئی ہے کہ ایسا نصاب پڑھنے والے طلبہ نہ اچھے عالم بن سکے اور نہ عصری علوم میں کوئی کمال حاصل کر سکے، یہ ایک بجا شکوہ ہے؛ لیکن اگر غور کیا جائے تو اس بیماری کا علاج کیا جا سکتا ہے، اصل میں جن لوگوں نے اس طرح کے نصاب بنائے ہیں، عام طور پر ان کا تعلق عصری علوم سے تھا، انہوں نے نصاب میں توازن کا خیال نہیں رکھا، وہ اس بات پر کما حقہ توجہ نہیں دے سکے کہ کسی نصاب کے کامیاب ہونے کے لئے صرف یہ بات کافی نہیں ہے کہ وہ اچھے مضامین پر مشتمل ہو؛ بلکہ یہ بھی ضروری ہے کہ وہ قابل عمل ہو، اگر مدارس اسلامیہ کے مروجہ نصاب کے تمام مضامین کے ساتھ ساتھ عصری درسگاہوں کا مروجہ پورا نصاب پڑھانے کی کوشش کی گئی تو یہ غیر متوازن نصاب ہوگا، اور یقیناً مفید کے بجائے مضر ہو جائے گا۔

دوسرا منفی پہلو یہ ہے کہ دینی مدارس کے بعض فضلاء جب عصری تعلیمی اداروں میں جاتے ہیں تو ان کی شکل وصورت اور سوچ بدل کر رہ جاتی ہے، اور مدارس کی سالہا سال کی محنت رائیگاں ہو جاتی ہے؛ لیکن اگر غور کیا جائے تو اس کے دو بنیادی اسباب ہیں: ایک یہ کہ مدارس کے یہ فضلاء انگریزی زبان اور عصری علوم سے بالکل ہی نابلد ہوتے ہیں؛ اس لئے جب وہ عصری اداروں میں جاتے ہیں تو احساس کمتری میں مبتلا ہو جاتے ہیں، وہ ایک طرح کی مرعوبیت کا شکار بن جاتے ہیں، اور یہ انسانی فطرت ہے کہ جب آدمی کسی شخص یا حلقہ سے مرعوب ہوتا ہے تو اس کو اپنی ہر چیز حقیر نظر آنے لگتی ہے، اور وہ چاہتا ہے کہ وہ اس کی ہر ایک چیز کو اپنا لے، خواہ وہ اچھی ہو یا بُری، اگر مدارس کے فضلاء پہلے سے ایک حد تک عصری علوم سے واقف ہوں تو وہ ان شاء اللہ اس صورت حال سے محفوظ رہیں گے، ادھر کچھ عرصہ سے مختلف مدارس میں فراغت کے بعد انگریزی زبان کا کورس شروع ہوا ہے، یہ فضلاء ماشاء اللہ اپنی پوری پہچان کے ساتھ عصری اداروں میں داخل ہو رہے ہیں، اور وہ نہ صرف احساسِ کمتری سے محفوظ ہیں؛ بلکہ ان کی خود اعتمادی میں اضافہ ہوا ہے، دوسرے اگر کوئی طالب علم آٹھ سال دس سال پڑھ کر عصری تعلیم کے اداروں میں جائے اور وہ چند مہینوں میں تبدیل ہو جائے تو مدارس کے ذمہ داران کا فریضہ ہے کہ وہ اپنے نظام تربیت کا بھی جائزہ لے کہ ضرور ہمارے نظام تربیت میں کچھ کمی پائی جاتی ہے اور اس کی اصلاح کریں۔

اس لئے اس میں کوئی شبہ نہیں کہ دینی مدارس میں انگریزی زبان اور عصری تعلیم کے بعض منفی پہلو بھی سامنے آئے ہیں؛ لیکن وہ ناقابل علاج نہیں ہیں، ہم بہتر تعلیم وتربیت کے ذریعہ ان کا تدارک کر سکتے ہیں۔

Scanned with CamScanner

موجودہ دور میں ہندوستانی مسلمانوں کے لئے راہ عمل

حضرت مولانا سید ابو الحسن علی ندویؒ

اس وقت پورا عالم اسلام خاص طور پر ہمارا ملک ہندوستان ایک ایسے آزمائشی دور سے گزر رہا ہے، جس کی نظیر گزشتہ تاریخ میں صدیوں تک نہیں ملتی، اس دور آزمائش میں مسلمانوں کا صرف ملی تشخص، دین کی دعوت وتبلیغ کے مواقع وامکانات اور ایک ملک ومعاشرہ کو صحیح راستہ پر لگانے اور اس کائنات کے خالق ومالک کی صحیح معرفت، عبادت اور دین صحیح کی طرف رہنمائی کی صلاحیت اور استطاعت تو بڑی چیز ہے (کم سے کم اس ملک ہندوستان میں) ان کی زندگی کا تسلسل جسمانی، وجود، عزت وآبرو، مساجد اور مدارس اور صدیوں کا دینی وعلمی اثاثہ اور قیمتی سرمایہ بھی خطرہ میں پڑ گیا ہے، وہ نہ صرف دور دراز قصبات اور دیہاتوں میں بلکہ بڑے بڑے مرکزی شہروں میں بھی، جہاں وہ بڑی تعداد میں بستے ہیں اور ممتاز صلاحیتوں، ذہنی امتیازات اور مہارتوں کے مالک ہیں، کچھ عرصہ سے خوف وہراس کی زندگی گزار رہے ہیں اور کہیں کہیں ان کا نقشہ بعینہ وہ ہوگیا ہے، جس کی تصویر قرآن مجید نے اپنے بلیغ ومعجزانہ الفاظ میں اس طرح کھینچی ہے:

"ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ أَنْفُسُهُمْ" (التوبہ:۱۱۸) (زمین اپنی ساری وسعتوں کے باوجود ان پر تنگ ہوگئی اور ان کی جانیں بھی ان پر دوبھر ہوگئیں)۔

اس صورت حال کی اگر کوئی مثال پچھلی تاریخ میں مل سکتی ہے تو وہ ساتویں صدی ہجری (تیرہویں صدی عیسوی) میں تاتاریوں کا ترکستان، ایران اور عراق پر حملہ ہے، جس نے شہر کے شہر بے چراغ اور تودۂ خاک بنادیے تھے اور عالم اسلام کی چولیں ہل کر رہ گئی تھیں، لیکن وہ ایک نیم وحشی قوم کی فوجی یلغار تھی جس کے ساتھ کوئی دعوت، تہذیب، فلسفہ، مذہبی نفرت وتعصب اور جسمانی ومعنوی نسل کشی (Cultural Genocide) کا منصوبہ یا ارادہ نہ تھا اور نہ وہ کسی متوازی تہذیب وفلسفہ کے حامل تھے، اس وقت خوش نصیبی سے وہ اہل دل، صاحب روحانیت، دین کے مخلص اور صاحب تاثیر داعی ومبلغ بھی موجود تھے، جن کے اثر وصحبت سے پوری کی پوری تاتاری قوم اسلام کی حلقہ بگوش ہی نہیں، دین حق کی حامی ومحافظ اور علمبردار بن گئی اور اس نے متعدد وسیع وزبردست اسلامی سلطنتیں قائم کیں۔

آج کی صورت حال خاص طور پر جن ملکوں میں مسلمان عددی اقلیت میں ہیں اور ماضی میں وہ حکومت واقتدار کے منصب پر فائز رہ چکے ہیں، دوسرے اسلامی ممالک سے مختلف اور زیادہ نازک ہے، یہاں ان کی تاریخ (ایک علمی اور سیاسی سازش کے تحت) اس طرح مرتب کرنے اور پیش کی گئی ہے کہ وہ اکثریت میں بغض ونفرت اور انتقامی جذبہ پیدا کرنے کی بھرپور صلاحیت رکھتی ہے، پھر بعض اوقات ان ملکوں کی سیاسی قیادتوں یا وقتی پیش آمدہ مسائل میں مسلمانوں کی رہنمائی ونمائندگی کرنے والی تنظیموں اور جماعتوں نے غیر معتدل جذباتیت، ناعاقبت اندیشی اور نام ونمود حاصل کرنے کے شوق میں ہنگامہ خیزی سے کام لینے کی غلطی کی، وہاں مسلمان شدید مذہبی منافرت اور تعصب، تہذیبی وثقافتی محاذ آرائی (Confrontation) کا شکار ہوئے، پھر نصاب تعلیم، صحافت (Press) اور ابلاغ عامہ (Public Media) کے ذریعہ مسلمانوں کی آئندہ نسل کو اولاً تہذیبی وثقافتی ارتداد، ثانیاً (خاکم بدہن) ایمانی واعتقادی ارتداد کا شکار بنانے کا منصوبہ بنایا گیا اور اس کا سلسلہ شروع ہوگیا ہے، یہ حالات یقیناً نہ صرف ایمانی ومذہبی غیرت اور پختہ دینی شعور رکھنے والوں کے لئے بلکہ حالات پر سطحی نظر رکھنے والے عام مسلمانوں کے لئے بھی جو گرد وپیش کے حالات کو دیکھتا، اخبارات پڑھتا اور خبریں سنتا ہے، سخت تشویش انگیز ہیں، وہ کبھی مایوسی اور بعض اوقات حالات کے سامنے سپر انداز ہوجانے پر بھی آمادہ کرتے ہیں۔

لیکن اس خدائے واحد پر ایمان رکھنے والے مسلمان کے لئے جس کے ہاتھ میں اس کارخانۂ عالم کی باگ ڈور ہے، اپنے دین کا محافظ، حق کا حامی، مظلوم کی مدد کرنے والا، پامال اور خستہ حال کو اٹھانے والا اور سرکش ومتکبر کو نیچا دکھانے والا ہے اور جس کی شان ہے کہ "أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ" (دیکھو سب مخلوق بھی اسی کی ہے اور حکم بھی اسی کا چلتا ہے) کوئی انقلاب اور تغیر حال ناممکن نہیں، اس خدائے واحد کے بارے میں مسلمان شہادت دیتا ہے کہ: ”کہو کہ اے خدا (اے) بادشاہی کے مالک! تو جس کو چاہے بادشاہی بخشے اور جس سے چاہے بادشاہی چھین لے اور جس کو چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلیل کرے، ہر طرح کی بھلائی تیرے ہی ہاتھ ہے اور بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے، تو ہی رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور تو ہی دن کو رات میں داخل کرتا ہے اور تو ہی بے جان سے جاندار پیدا کرتا ہے اور تو ہی جاندار سے بے جان پیدا کرتا ہے اور تو ہی جس کو چاہتا ہے بے شمار رزق بخشتا ہے“ (سورہ آل عمران:۲۶-۲۷)

ایک ایسے موقع پر جب ایک مفتوح ومغلوب قوم کے غالب آنے اور فاتح اور غالب ملک کے مغلوب ہونے کے بارے میں نہ کوئی امید تھی نہ کوئی پیشین گوئی کی جرأت کرسکتا تھا، قرآن مجید میں صاف فرمایا گیا ہے: ”پہلے بھی اور پیچھے بھی خدا ہی کا حکم ہے اور اس روز مومن خوش ہوجائیں گے خدا کی مدد سے، وہ جسے چاہتا ہے مدد دیتا ہے اور وہ غالب اور مہربان ہے“ (سورہ روم:۴-۵)

لیکن اس تبدیلی حال اور اس خطرہ سے بچنے کے لئے جواب مشاہدہ اور تجربہ کی شکل میں آگیا ہے، کچھ خدائی قانون، اس کے بھیجے ہوئے آخری پیغمبر انسانیت (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تعلیمات اور خود اس کا اسوہ اور سنت اور اس کے تربیت یافتہ اصحاب کاملین (رضی اللہ عنہم) کا نمونہ عمل ہے، پیش نظر مقابلہ میں قرآن وحدیث، سیرت نبویؐ اور اسوۂ صحابہ کی روشنی میں چند شرائط وہدایات کو پیش کیا گیا ہے:

۱- اس وقت دنیا کے تمام مسلمانوں اور خصوصیت کے ساتھ ہندوستان کے مسلمانوں کا سب سے پہلا فرض اور ضروری کام رجوع الی اللہ، انابت، توبہ واستغفار اور دعا وابتہال (گریہ وزاری) ہے۔

قرآن مجید کی صریح آیت ہے: ”اے ایمان والو! مدد حاصل کرو صبر اور نماز سے، بے شک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے“ (سورہ بقرہ:۱۵۳)

ایک دوسری آیت میں فرمایا گیا: ”بھلا کون بے قرار کی التجا کو قبول کرتا ہے جب وہ اس سے دعا کرتا ہے اور کون (اس کی) تکلیف کو دور کرتا ہے اور (کون) تم کو زمین میں (اگلوں کا) جانشین بناتا ہے“ (سورہ نمل:۶۲)

دوسری جگہ فرمایا گیا: ”اے ایمان والو! اللہ کے آگے سچی توبہ کرو، عجب کیا ہے کہ تمہارا پروردگار (اسی سے) تمہارے گناہ تم سے دور کردے“ (سورہ تحریم:۸)

اس بنا پر اس وقت دعا ومناجات، تلاوت قرآن پاک، خاص طور پر ان آیات اور سورتوں کی تلاوت کا اہتمام کیا جانا چاہئے جن میں امن وامان اور فتح ونصرت کا مضمون آیا ہے، مثلاً "ألم تر كيف" "لإيلاف قريش" اور آیت کریمہ "لا إله إلا أنت سبحانك إني كنت من الظالمين" کا ورد۔

۲- دوسری شرط اور ضروری اور فوری قدم یہ ہے کہ معصیتوں سے توبہ کی جائے، گناہوں سے اجتناب اور احتراز کیا جائے، حقوق کی ادائیگی ہو، اس سلسلہ میں خلیفہ راشد حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ (م-۱۰۱ھ) کے اس ایک فرمان کا حوالہ دینے پر اکتفا کی جاتی ہے، جو انہوں نے اپنی افواج کے ایک قائد کو بھیجا۔ وہ تحریر فرماتے ہیں:

”اللہ کے بندہ امیر المومنین عمر کا یہ ہدایت نامہ منصور بن غالب کے نام، جبکہ امیر المومنین نے ان کو اہل حرب سے اور ان اہل صلح سے جو مقابلہ میں آئیں جنگ کرنے کے لئے بھیجا ہے، امیر المومنین نے ان کو یہ حکم دیا ہے کہ ہر حال میں تقویٰ اختیار کریں کیونکہ اللہ کا تقویٰ بہترین سامان، موثرین تدابیر اور حقیقی طاقت ہے، امیر المومنین ان کو حکم دیتے ہیں کہ وہ اپنے اور اپنے ساتھیوں کے لئے دشمن سے زیادہ اللہ کی معصیت سے ڈریں، کیونکہ گناہ دشمن کی تدبیروں سے بھی زیادہ انسان کے لئے خطرناک ہے، ہم اپنے دشمن سے جنگ کرتے ہیں اور ان کے گناہوں کی وجہ سے ان پر غالب آجاتے ہیں، اگر ہم اور وہ دونوں معصیت میں برابر ہوجائیں تو وہ قوت اور تعداد میں ہم سے بڑھ کر ثابت ہوں گے، اپنے گناہوں سے زیادہ کسی کی دشمنی سے چوکنا نہ ہوں، جہاں تک ممکن ہو اپنے گناہوں سے زیادہ کسی چیز کی فکر نہ کریں“ (سیرت عمر بن عبدالعزیز، تاریخ دعوت وعزیمت:۱/۴۵-۴۶)

۳- غیر مسلموں کو اسلام سے متعارف کرانے کی کوشش کریں اور ایسے کسی موقع کو بھی ہاتھ سے جانے نہ دیں، ہمارے پاس سب سے بڑی طاقت وہ فطری، معقول، پرکشش اور دل ودماغ کو تسخیر کرنے والا دین، قرآن مجید کا اعجازی صحیفہ اور نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی دل کش ودل آویز سیرت اور اسلام کی قابل فہم اور قابل عمل اور عقل سلیم کو متاثر کرنے والی تعلیمات ہیں، جو اگر کھلے دماغ اور صاف ذہن سے پڑھی جائیں تو اپنا اثر کیے بغیر نہیں رہ سکتیں اور انہیں دنیا کے وسیع ترین رقبہ اور متمدن اور ذہین قوموں کو اپنا عاشق اور اپنے اوپر کاربند بنالیا اور ملک کے ملک ان کے حلقہ بگوش اور ان کے داعی ومبلغ بن گئے۔

یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ مسلمانوں نے اس ملک میں اس فرض کی ادائیگی میں اور اپنی اس ذمہ داری کے احساس وشعور میں بڑی کوتاہی کی، اس کا نتیجہ ہے کہ یہاں کی اکثریت اسلام کی ان روزمرہ کی خصوصیات، نشانیوں اور اذان ونماز (جو شہروں، دیہاتوں اور محلوں میں پنج وقتہ ہوتی ہے) کے بارے میں بعض اوقات ایسے سوالات کرتے ہیں کہ بجائے ان پر ہنسی آنے کے اپنی کوتاہی پر رونا آنا چاہئے، وہ ان کو مفہوم ومطلب سے اتنے ناواقف ہیں جن کا قیاس میں آنا مشکل ہے، ان کے سلسلہ میں ایسے تجربے کثرت سے سفر کرنے والوں اور غیر مسلموں سے میل جول رکھنے والوں کو دن رات پیش آتے ہیں، اس مقصد کے لئے اردو انگریزی اور ہندی میں اسلام کے تعارف میں جو کتابیں لکھی گئی ہیں، ان سے کام لیا جاسکتا ہے۔

۴- ان سب کے ساتھ اس ملک میں جس میں صدہا سال سے مسلمان رہتے چلے آئے ہیں اور بظاہر ان کو اسی ملک میں رہنا ہے، بقائے باہم (Co-Existence) انسانی اور شہری بنیادوں پر اتحاد وتعاون اور انسانی جان اور عزت وآبرو کے تحفظ اور انسان کے احترام اور اس سے محبت کی تبلیغ اور تلقین ضروری ہے، جو اس ملک کی فضا کو مستقل طور پر معتدل اور پرسکون بلکہ پرراحت اور باعزت رکھنے کی ضامن ہے اور جس کے بغیر اس ملک کے (جس کے لئے مختلف مذاہب اور تہذیبوں کا مرکز اور دیس ہونا مقدر ہوچکا ہے) ترقی اور نیک نامی الگ رہی، امن وامان اور سکون واطمینان کے ساتھ باقی رہنا بھی مشکل ہے۔

۵- ایک اہم بات یہ ہے کہ مسلمانوں میں (خاص طور پر جہاں وہ اقلیت میں ہیں اور وہاں خطرات اور آزمائشوں کا امکان ہے) صلح پسندی، صبر وتحمل بلکہ ایثار وفیاضی کے ساتھ عزم وہمت، صبر وثبات، شجاعت ودلیری کی صفت، راہ خدا میں مصائب برداشت کرنے اور اس پر اللہ کے اجر وثواب کی طمع اور جنت اور لقائے رب کا شوق اور شہادت فی سبیل اللہ کے فضائل کا استحضار بھی موجود وزندہ رہنا چاہئے، اس کے لئے ان کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حالات اور داعیان اسلام کے کارناموں کا مطالعہ اور ان کا سننا سنانا جاری رکھنا چاہئے، جنہوں نے راہ خدا میں بڑی بڑی تکلیفیں اٹھائیں اور قربانیاں دیں اور اس کو افضل اعمال اور قرب خداوندی وحصول جنت کا سب سے بڑا ذریعہ سمجھا۔

کچھ عرصہ پہلے پڑھے لکھے اور دیندار گھرانوں میں واقدی کی ”فتوح الشام“ کا منظوم اردو ترجمہ ”صمصام الاسلام“ گھروں اور مجلسوں میں پڑھا جاتا تھا اور اس کا بڑا اثر پڑتا تھا، اب بھی ”حکایات صحابہ“ از حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا سہارنپوریؒ، ”شاہنامۂ اسلام“ از حفیظ جالندھری، راقم سطور کی کتاب ”جب ایمان کی بہار آئی“ سے یہ کام لیا جاسکتا ہے، ان کا مسجدوں، مجلسوں اور گھروں میں پڑھنے کا رواج ڈالنا چاہئے۔

۶- آخری بات یہ ہے کہ اس وقت ہر گھر کے ذمہ داروں، بچوں کے والدین اور موجودہ نسل کے لوگوں کو اپنے بچوں اور اپنی آئندہ نسل کو دین کی ضروریات سے، اسلامی عقائد، دینی فرائض اور اسلامی اخلاق سے واقف کرانے اور بنیادی تعلیم کی ذمہ داری خود قبول کرنا ہے اور ان پر لازم ہے کہ اس کو اپنا ایسا ہی انسانی واسلامی فرض سمجھیں، جیسا کہ بچوں کی خوراک وغذا ولباس وپوشاک، صحت اور بیماری کے علاج کی ذمہ داری کو سمجھتے ہیں اور اس کا انتظام کرتے ہیں، بلکہ حقیقت میں دین کی ضرورت، عقائد کی تعلیم اور صحیح اسلامی عقیدہ کی حفاظت اور تقویت کا کام ان جسمانی وطبعی ضروریات کی تکمیل اور ان کے انتظام سے بھی زیادہ ضروری ہے اور اس سے غفلت ان انسانی وجسمانی ضروریات کی برتنے اور اس کے بارے میں سہل انگاری سے کام لینے سے زیادہ خطرناک اور برے دائمی نتائج کا سبب ہے، اس لئے کہ دینی تعلیم وتربیت اور صحیح اسلامی عقائد کا معاملہ ایک لافانی وابدی زندگی (حیات بعد الموت) کے انجام اور اچھے برے نتائج سے تعلق رکھتا ہے اس لئے گھر گھر، محلہ محلہ، مسجد مسجد اور مکتب مکتب اور مدرسہ مدرسہ بچوں کی دینی تعلیم کا انتظام ہونا چاہئے اور ہر عاقل وبالغ مسلمان اور عیال دار آدمی کو یہ ذمہ داری قبول کرنی چاہئے۔

Scanned with CamScanner

اخبار جہاں

محمد عادل فریدی

یمن میں حوثیوں کے میزائل حملے میں 13 افراد ہلاک

یمن کے تیل سے مالا مال صوبے مآرب میں جمعرات کو حوثی گروپ کے میزائل حملے میں 13 افراد ہلاک اور 20 دیگر زخمی ہوگئے۔ سرکاری ذرائع نے بتایا کہ حوثیوں نے جمعرات کو دیر گئے مآرب کے الجوبہ ضلع میں ایک سینئر حکومتی قبائلی سربراہ اور قریبی رہائشی مکانات کو نشانہ بنایا۔ (یواین آئی)

جی 20 چوٹی کانفرنس میں شرکت کے لیے روم پہنچے مودی

وزیر اعظم نریندر مودی 16 ویں جی 20 چوٹی کانفرنس میں شرکت کے لیے جمعہ کی صبح روم پہنچے جہاں اطالوی حکومت کے اعلیٰ حکام اور اٹلی میں ہندوستان کی سفیر ڈاکٹر نینا ملہوترا نے ان کا استقبال کیا۔ قابل ذکر ہے کہ وزیر اعظم نریندر مودی یورپ کے پانچ روزہ دورے کے موقع پر 29 سے 31 اکتوبر تک روم (اٹلی) اور ویٹیکن سٹی کا دورہ کریں گے۔ اس کے بعد وہ یکم اور 2 نومبر کو برطانیہ میں گلاسگو کے دورے پر جائیں گے جہاں وہ اقوام متحدہ کے ماحولیاتی تبدیلی کے کنونشن میں حصہ لیں گے۔ مسٹر مودی ویٹیکن کے دورے کے دوران پوپ فرانسس اور وہاں وزیر خارجہ کارڈینل پیٹرو پیرولین سے ملاقات کریں گے۔ (یواین آئی)

تائیوان کو اقوام متحدہ میں شامل کرنے کے مطالبہ پر چین ناراض

چین نے تائیوان کو اقوام متحدہ میں شامل کرنے کے مطالبہ پر ناراضگی جتاتے ہوئے کہا ہے کہ تائیوان کو اقوام متحدہ میں شمولیت اختیار کرنے کوئی حق نہیں ہے۔ چین کا یہ بیان امریکہ کی جانب سے جمہوری جزیرے کی عالمی ادارے میں زیادہ سے زیادہ شمولیت کے مطالبے سے بڑھنے والی کشیدگی کے بعد سامنے آیا۔ میڈیا رپورٹ کے مطابق اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں بیجنگ کو نشست دینے اور تائی پے کو باہر نکالنے کے پچاس سال مکمل ہونے پر ایک بیان میں امریکی سیکریٹری اسٹیٹ انٹونی بلنکن نے کہا کہ انہیں افسوس ہے کہ تائیوان کو عالمی سطح پر تیزی سے خارج کیا جارہا ہے۔ (یواین آئی)

کورونا وبا کے فی الحال ختم ہونے کا کوئی امکان نہیں۔ عالمی ادارہ صحت

عالمی ادارہ صحت (ڈبلیو ایچ او) نے کہا ہے کہ مستقبل قریب میں کورونا وائرس کا بحران ختم ہونے کا کوئی امکان نہیں ہے۔ میڈیا رپورٹ کے مطابق کورونا سے متعلق بنائی گئی کمیٹی کا ہر تین ماہ بعد اجلاس ہوتا ہے، یہ کمیٹی انیس ارکان پر مشتمل ہے، ورچوئل اجلاس میں کورونا وبا پر تبادلہ خیال کرتے ہوئے سفارشات پیش کی جاتی ہیں۔

طویل ورچوئل اجلاس کے بعد ڈبلیو ایچ او کی جانب سے جاری بیان میں کہا گیا کہ کورونا ویکسین لگوانے اور علاج کے ذریعے مثبت نتائج سامنے آئے ہیں، لیکن موجودہ حالات کے تجزیے ظاہر ہوتا ہے کہ عالمی وبا کے ختم ہونے کا ابھی کوئی امکان نہیں ہے۔ (یواین آئی)

سوڈان میں اقتدار پر قبضہ کرنے والی فوجی قیادت کے لیے نئی مشکل

سوڈان میں فوجی بغاوت کے بعد افریقی یونین نے سوڈان کی جمہوری حکومت کو ہٹا کر فوج کے قبضہ کر لینے کے بعد پابندیاں عائد کرنے کا اعلان کردیا ہے۔ بین الاقوامی میڈیا رپورٹ کے مطابق افریقی یونین نے سوڈان میں سویلین حکومت کی بحالی تک ہر قسم کے رابطے منقطع کرنے کا اعلان کیا ہے۔

افریقی یونین کی جانب سے بدھ کے روز جاری بیان میں کہا گیا ہے کہ اقتدار پر فوجی قبضے تک کسی قسم کا تعاون نہیں کیا جائے گا اور تجارت، دوطرفہ تعلقات، ایوی ایشن سمیت پابندیاں برقرار رہیں گی۔

افغانستان کے لیے امریکی امداد

امریکہ بحران سے دوچار افغانستان کے لیے ایک سو چوالیس ملین ڈالر کی امداد فراہم کرے گا۔ یہ پہلے سے اعلان شدہ امداد سے اضافی ہے۔ رواں برس کے دوران امریکہ افغانستان کے لیے مجموعی طور پر چار سو چوہتر ملین ڈالر کی امداد دے چکا ہے۔ اضافی امداد کا اعلان کرتے ہوئے نیشنل سکیورٹی کونسل کی جانب سے واضح کیا گیا کہ یہ رقوم طالبان کے توسط سے تقسیم نہیں کی جائیں گی، بلکہ انسانی ہمدردی کا کام کرنے والی تنظیموں کے ذریعے بانٹی جائے گی۔ اس امداد کا اعلان ایسے وقت میں کیا گیا ہے، جب ایک روز قبل اقوام متحدہ کے ادارے ورلڈ فوڈ پروگرام نے بتایا کہ افغان عوام کو خوراک کی شدید کمی کا سامنا ہے۔ (ڈوئچے ویلے)

بھارت کے قیمتی نوادرات امریکہ نے لوٹائے

امریکی حکام نے ڈھائی سو قیمتی اور تاریخی اہمیت کے نوادرات بھارت کو واپس کردیے ہیں۔ ان کی مالیت پندرہ ملین ڈالر کے لگ بھگ ہے۔ امریکی شہر نیویارک میں بھارتی قونصل میں منعقدہ ایک تقریب میں یہ نوادرات بھارتی حکام کے حوالے کیے گئے۔ ان میں سب سے اہم شیونٹراج (رقص کرتے ہوئے شو) کا تانبے کا بنا ایک مجسمہ ہے، جس کی مالیت چار ملین ڈالر بنتی ہے۔ امریکہ کی داخلی سلامتی کے ادارے اور کسٹم و امیگریشن حکام کی مشترکہ جامع تفتیش کی بدولت بھارتی نوادرات کی بازیابی ممکن ہوئی ہے۔ ان اداروں کے تفتیشی عمل کے دوران امریکی حکام نے ڈھائی ہزار سے زائد اسمگل شدہ قیمتی نوادرات اپنی تحویل میں لیے تھے۔ (ڈوئچے ویلے)

سعودی عرب نے حزب اللہ کی حمایت پر لبنانی تنظیم کو دہشت گرد قرار دیا

سعودی حکومت نے حزب اللہ سے تعلق رکھنے والی لبنانی تنظیم القرض الحسن کو دہشت گرد قرار دیتے ہوئے ملک میں تنظیم کے تمام اثاثے منجمد کرنے اور اس کے ساتھ کسی بھی قسم کے رابطے پر پابندی عائد کرنے کا حکم دیا ہے۔ سعودی حکومت کے مطابق القرض الحسن حزب اللہ کے لیے رقم جمع کرنے سمیت دیگر سرگرمیوں میں مدد فراہم کرتی تھی۔ واضح رہے کہ رواں برس امریکہ نے اقوام متحدہ کو ایران حامی لبنانی گروپ حزب اللہ کے خلاف پابندیاں عائد کرنے کے لیے اقدامات کرنے کا کہا تھا۔ (نیوز اکسپریس پی کے)

چین کے مبینہ ہائپرسونک میزائل تجربے پر امریکہ کو تشویش

امریکی جوائنٹ چیفس آف اسٹاف کے سربراہ، جنرل مارک ملی نے چین کی جانب سے مبینہ ہائپرسونک میزائل تجربے کو امریکہ کے لیے قابل تشویش قرار دیا ہے۔ واضح رہے کہ چینی ہائپرسونک میزائل کے تجربے کی رپورٹ ۱۶ر اکتوبر کو امریکی اخبار فائنانشل ٹائمز نے دی تھی، رپورٹ میں بتایا گیا تھا کہ چین نے اگست کے مہینے میں ہائپرسونک (آواز سے پانچ گنا یا اس سے بھی زیادہ تیز رفتار) میزائل کا تجربہ کیا ہے جسے نیوکلیائی ہتھیاروں سے لیس کیا جاسکتا ہے۔ رپورٹ میں دعویٰ کیا گیا کہ اس مبینہ ہائپرسونک میزائل نے نچلے مدار میں رہتے ہوئے زمین کے گرد دو چکر لگائے اور پھر یہ اپنے ہدف کی طرف بڑھا، تاہم یہ مطلوبہ ہدف سے تیس کلومیٹر دور گرا۔ چینی وزارتِ خارجہ کے ترجمان نے اس رپورٹ کو غلط قرار دیتے ہوئے کہا کہ یہ تجربہ جولائی میں کیا گیا تھا اور اس میں ہائپرسونک میزائل نہیں بلکہ بار بار استعمال کے قابل خلائی جہاز (ری یوزیبل اسپیس کرافٹ) کا تجربہ کیا گیا تھا۔ حالانکہ پنٹاگون نے فائنانشل ٹائمز کی رپورٹ کی تصدیق نہیں کی، لیکن ۲۱ر اکتوبر کو پنٹاگون نے اعلان کیا کہ امریکی افواج نے بھی ہائپرسونک میزائل کا کامیاب تجربہ کرلیا ہے۔ (نیوز اکسپریس)

2022 میں میٹرک کا امتحان دینے والے نونہالوں کے لیے امیر شریعت کا بہترین فیصلہ

امارت شرعیہ کے زیر اہتمام میٹرک کی تیاری کے لیے چار مہینے کا کریش کورس شروع، ماہر اساتذہ کے ذریعہ کرائی جائے گی تیاری

امیر شریعت بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی صاحب دامت برکاتہم نے پہلے دن سے ہی تعلیمی ترقی کو امارت کے لئے اولین ترجیحی ایجنڈا اپنایا ہے۔ اپ کی سوچ ہے کہ ملت کا ہر بچہ اسلامی ماحول میں معیاری تعلیم حاصل کرے۔ اپنی اس فکر کو عملی جامہ پہنانے کے لیے امارت شرعیہ کے پلیٹ فارم سے کئی منصوبوں کا آغاز ہو چکا ہے، جس میں امارت کے دائرہ کار کے تمام اضلاع میں دینی مکاتب کے قیام اور پرائمری، مڈل اور سینئر سکینڈری کے معیاری اسکولوں کے قیام کا روڈ میپ تیار کیا جارہا ہے۔ اس کے ساتھ ہی حضرت امیر شریعت نے ان طلبہ وطالبات کے لیے جو 2022 میں میٹرک کا امتحان دینے والے ہیں بہترین تحفہ دیا ہے اور امارت شرعیہ کے کیمپس میں ان کے لیے میٹرک کی بہتر تیاری کے لیے چار ماہ کا کریش کورس (Crash Course) شروع کرنے کا اعلان کیا ہے۔ جہاں ماہر اساتذہ کے ذریعہ امتحان کی تیاری کرائی جائے گی۔

یہ حقیقت ہے کہ پچھلا دو تعلیمی سال لاک ڈاؤن کی وجہ سے بری طرح متاثر ہوا ہے۔ اس درمیان، خاص طور پر مائنوریٹی کے طلبہ وطالبات کا بڑا تعلیمی نقصان ہوا۔ اسکولوں و کوچنگ سنٹروں کے بند رہنے کی وجہ سے ان کی تعلیم پر بہت برا اثر پڑا ہے اور امتحان کی تیاری کے سلسلہ میں مناسب رہنمائی اور تیاری نہیں ہو پائی ہے۔ آگے کی تعلیم کے لیے کسی بھی اچھے پلس ٹو اسکول یا کالج میں مطلوبہ اسٹریم میں داخلہ کے لیے میٹرک میں اچھے نمبرات سے کامیاب ہونا بہت ضروری ہے۔ اس لیے ایسے طلبہ وطالبات کی ضرورت کا خیال کرتے ہوئے امارت شرعیہ کے زیر اہتمام میٹرک کے امتحان کی تیاری کا نظم امارت شرعیہ کے کیمپس میں واقع ٹیکنیکل انسٹی ٹیوٹ کی عمارت میں کیا گیا ہے۔ اس کوچنگ کی مندرجہ ذیل خصوصیات ہوں گی۔

1۔ کوچنگ کی مدت (Duration) چار ماہ ہوگی۔

2۔ تعلیم کا وقت سنیچر اور اتوار کو پورا دن اور ہفتہ کے بقیہ پانچ دنوں میں دوپہر ساڑھے تین بجے سے ساڑھے پانچ بجے تک ہوگا۔

3۔ میٹرک کے تمام اہم سبجیکٹ؛ میتھ (Math)، سائنس (Science)، انگریزی (English)، سوشل سائنس (Social Science)، اردو (Urdu) اور ہندی (Hindi) کی تیاری ماہر اساتذہ سے کرائی جائے گی۔

4۔ ایڈمیشن فیس پانچ سو روپے (-/500) ہے، اور ٹیوشن فیس ماہانہ پانچ سو روپے (-/500) ہے۔ لیکن اگر طالب علم %95 حاضر رہے گا اور اس کی کارکردگی (Performance) پچاس فیصد بچوں سے اچھی ہوگی تو ٹیوشن فیس کورس مکمل ہوتے پر واپس کردی جائے گی۔

5۔ جو بچے زکوۃ کے مستحق ہیں ان کو صرف ایڈمیشن فیس پانچ سو روپے دینے ہوں گے۔ اور اگر وہ %95 حاضری درج کراتے ہیں تو ان کی پانچ سو روپے کی ایڈمیشن فیس بھی کورس ختم ہونے کے بعد واپس کردی جائے گی۔

6۔ ایڈمیشن داخلہ ٹیسٹ (Entrance Test) کی بنیاد پر ہوگا۔ داخلہ ٹیسٹ میں شرکت کے لیے آن لائن رجسٹریشن 31 اکتوبر 2021 سے شروع ہوگا۔ خواہش مند طلبہ مولانا منت اللہ رحمانی پارامیڈیکل انسٹی ٹیوٹ کی ویب سائٹ http://mmrti.org پر آن لائن فارم بھر سکتے ہیں، رجسٹریشن کے لیے کوئی فیس نہیں ہے۔

7۔ رجسٹریشن کی آخری تاریخ 9 نومبر 2021 ہے، 11 نومبر 2021 کو صبح دس بجے سے داخلہ ٹیسٹ (Entrance Test) ہوگا۔ مورخہ 13 نومبر 2021 روز سنیچر سے کلاس شروع ہوجائے گا۔

8۔ کریش کورس کا یہ نظم غیر رہائشی ہوگا، اس لیے پٹنہ ضلع سے باہر رہنے والے جو بچے اس میں شریک ہونا چاہیں گے، انہیں اپنی رہائش کا خود انتظام کرنا ہوگا۔

9۔ اس پروگرام میں صرف وہ بچے حصہ لیں جو اپنی محنت پر اعتماد رکھتے ہیں اور ہر روز کم از کم آٹھ سے دس گھنٹے خود سے اپنی پڑھائی میں لگا سکتے ہیں

اس لیے ان تمام طلبہ وطالبات سے جو 2022 میں میٹرک کا امتحان دینا چاہتے ہیں ان سے اپیل ہے کہ وہ اس سنہرے موقع کا فائدہ اٹھائیں اور میٹرک کے امتحان کی بہترین تیاری کر کے امتحان میں اعلیٰ نمبرات سے کامیاب ہوں۔

Scanned with CamScanner

ملی سرگرمیاں

مولانا مفتی محمد سہراب ندوی

حکومت تری پورہ میں مسلمانوں کے جان ومال کے تحفظ کو یقینی بنائے اور شر پسندوں کے خلاف سخت کارروائی کرے: امیر شریعت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی

امیر شریعت بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ نے تری پورہ میں بھگوا شدت پسندوں کے ذریعہ مسلمانوں پر ہو رہے ظلم و ستم کی مذمت کی

شمال مشرقی ہندوستان کی سرحدی ریاست تری پورہ میں پچھلے ایک ہفتے سے بھگوا شدت پسندوں کی جانب سے اناکوٹی، مغربی تریپورہ، سیپاہی جالا اور گومتی تریپورہ اضلاع میں کئی روز سے مسلسل مسلمانوں کے خلاف ظلم وتشدد کا خوفناک سلسلہ جاری ہے، جس میں مساجد کی توڑ پھوڑ، مسلمانوں کے گھروں پر پتھراؤ اور مسلم دکانداروں کو اپنے مقام سے نکلنے پر مجبور کرنے کے واقعات سامنے آئے ہیں۔ امیر شریعت بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی صاحب نے اس تشدد کی سخت الفاظ میں مذمت کرتے ہوئے اس کو شرمناک قرار دیا ہے اور مرکزی وصوبائی حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ جلد از جلد تریپورہ کے حالات پر قابو پانے کی کوشش کی جائے، تری پورہ سمیت پورے ملک میں مسلمانوں کی جان ومال اور عزت وآبرو کے تحفظ کو یقینی بنایا جائے اور شر پسندوں کے خلاف سخت کارروائی کرے۔

واضح ہو کہ تریپورہ میں چند دنوں پہلے ریاست کے دارالحکومت اگرتلہ اور دیگر قصبوں میں ہندوتشدد پسند جماعت "وشو ہندو پریشد اور ہندو جاگرن منچ کے ذریعہ بنگلہ دیش میں درگا پوجا پنڈال میں ہونے والے فرقہ وارانہ معاملہ کے خلاف احتجاجی مظاہرے شروع ہوئے تھے، جو کہ دیکھتے دیکھتے مقامی مسلمانوں کے خلاف مظاہروں میں بدل گئے۔ ان مظاہرین نے مساجد اور مسلمانوں کے گھروں کو جم کر نشانہ بنایا اور بڑے پیمانے پر مسلمانوں کی جان ومال کا نقصان کیا۔ کئی بے قصور مسلمانوں کو بے دردی سے شہید کر کے ان کا ویڈیو بھی سوشل میڈیا پر وائرل کیا۔ میڈیا کی رپورٹ کے مطابق ہندوتوا ہجوم کی جانب سے مسلم علاقوں میں مساجد، گھروں اور افراد پر حملہ کرنے کے کم از کم ستائیس واقعات ہوئے ہیں۔

ان میں ۱۶ر واقعات ایسے ہیں جہاں مساجد میں توڑ پھوڑ کی گئی اور ان پر زبردستی وی ایچ پی کے جھنڈے لہرائے گئے۔ کم از کم تین مساجد، اناکوٹی ضلع کی پالبازار مسجد، گومتی ضلع کی ڈوگرہ مسجد اور وشال گڑھ میں نرولا ٹیلا کو نذر آتش کر دیا گیا۔ اتنا سب کچھ ہونے کے بعد بھی حکومت کے کانوں پر جوں نہیں رینگ رہی ہے اور ان شر پسندوں کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی جا رہی ہے۔ تری پورہ کے وزیر اعلی اور ریاستی انتظامیہ کے ساتھ ساتھ مرکزی حکومت بھی مکمل طور پر خاموش تماشائی بنی ہوئی ہے۔ ایسا محسوس ہو رہا ہے جیسے حکومت چاہتی ہی نہیں ہے کہ تشدد ختم ہو اور امن قائم ہو۔

حضرت امیر شریعت نے پولیس کے رویہ پر افسوس ظاہر کرتے ہوئے کہا ہے کہ پولیس اکثر معاملوں میں شر پسندوں کی حمایت کرتی ہوئی نظر آتی ہے بجائے فسادات پر قابو پانے کی کوشش کرنے کے الٹا ظلم کا شکار ہوئے مظلوم مسلمانوں کو ہی جھوٹے مقدموں میں پھنسا کر انہیں قید و بند کی صعوبتوں میں مبتلا کر دیتی ہے یا پھر خاموش تماشائی بنی رہتی ہے۔ اس کی کارروائی تب شروع ہوتی ہے جب مسلمانوں کا اچھا خاصا نقصان ہو چکا ہوتا ہے۔ حضرت امیر شریعت نے مزید کہا کہ ملک میں ووٹ بینک کی سیاست اس قدر بڑھ چکی ہے کہ ہندو ووٹ بینک کھسکنے کے ڈر سے حزب اختلاف کی جماعتیں بھی مسلمانوں پر ہو رہے ظلم وتشدد کے خلاف بولنے کو تیار نہیں ہیں۔ حضرت امیر شریعت نے تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اس وقت پورے تریپورہ کے مسلمانوں میں ڈر وخوف کا ماحول ہے۔ بھگوا شدت پسند جماعتوں نے سبھی ہندو نوجوانوں کو "ریڈیکلائز" کر دیا ہے۔ ہندو قدامت پسند جماعتیں مسلسل پوری ریاست میں ریلیاں نکال رہی ہیں اور مسلم مخالف نعرے لگا رہی ہیں۔ مقامی لوگ تشدد کے خلاف انتظامیہ کے اقدامات سے مطمئن نہیں ہیں۔ مقامی لوگوں کے بیان کے مطابق تشدد کئی دنوں سے جاری تھا لیکن جیسے ہی مسلمانوں نے تشدد کے خلاف احتجاج کا اعلان کیا تو پولیس نے فوراً دفعہ 144 کا اعلان کر دیا۔ لوگوں کا کہنا ہے کہ جب یہ لوگ مساجد جلا کر چلے جاتے ہیں، تب پولیس 144 لگاتی ہے۔

حضرت امیر شریعت نے ریاستی اور مرکزی دونوں حکومتوں سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ تری پورہ میں امن قائم کرنے اور مسلمانوں کو خوف و دہشت کے ماحول سے نکالنے کے لیے فوری اقدامات کرے ساتھ ہی ساتھ جن مساجد کا نقصان ہوا ہے اس کی بھرپائی کی جائے، مسلمانوں کو خصوصی تحفظ فراہم کیا جائے اور جو دہشت پھیلا رہے ہیں ان کے خلاف سخت سے سخت کارروائی کی جائے تاکہ ریاست میں امن قائم ہو سکے۔ مقتولوں کے ورثاء اور زخمیوں کو مناسب معاوضہ دیا جائے اور ان کے بہتر علاج و معالجہ کا انتظام کیا جائے۔ انہوں نے ملک کی تمام اپوزیشن کی جماعتوں سے بھی اپیل کی کہ وہ بھی سیاست سے اوپر اٹھ کر انسانیت کی بنیاد پر مظلوموں کے حق میں کھڑے ہوں اور حکومت پر ظالموں کے خلاف کارروائی کرنے کے لیے دباؤ بنائیں۔

حضرت امیر شریعت مدظلہ کا جھارکھنڈ میں پرتپاک استقبال

امیر شریعت بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ حضرت مولانا سید احمد ولی فیصل رحمانی صاحب کا جھارکھنڈ کی سرزمین رانچی اور جمشید پور میں شاندار استقبال کیا گیا۔ امیر شریعت کا یہ سفر جھارکھنڈ کے ذیلی دفاتر کے دورہ اور جھارکھنڈ میں امارت شرعیہ کی سرگرمیوں کے جائزہ کے لیے تھا۔ ۲۳ر اکتوبر بروز سنیچر امیر شریعت کا قافلہ رانچی ایرپورٹ پہونچا۔ قافلہ میں حضرت امیر شریعت کے علاوہ جناب انجینئر فہد رحمانی صاحب اور جناب حافظ احتشام رحمانی صاحب تھے۔ قافلہ کے استقبال کے لیے ایرپورٹ پر قاضی شریعت رانچی جناب مولانا مفتی محمد انور قاسمی صاحب، مولانا ڈاکٹر عبید اللہ قاسمی خطیب اقراء مسجد رانچی، جناب مولانا مفتی جاوید صاحب، قاری جان محمد مصطفی، جناب مفتی محب اللہ قاسمی، مولانا آفاق عالم رحمانی، جناب شفیق انور صاحب، جناب حاجی حلیم الدین صاحب، جناب خورشید حسن رومی، جناب شاہ عمیر صاحب، جناب محمد صادق خان صاحب، جناب مولانا عزیر قاسمی کے ساتھ دیگر معززین شہر موجود تھے۔ ان حضرات نے گلدستہ پیش کر کے حضرت امیر شریعت کا خیر مقدم کیا۔ حضرت امیر شریعت نے اہل رانچی کی اس عقیدت اور محبت کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ میں ابھی صرف لوگوں سے ملنے اور دعائیں لینے آیا ہوں، ساتویں امیر شریعت حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانی صاحب نور اللہ مرقدہ نے اپنی زندگی کے آخری دنوں میں رانچی میں دینی، تعلیمی اور سماجی کاموں کا آغاز کیا ہے، ان کی تفصیلات جاننا بھی اس سفر کا مقصد ہے۔ تاکہ ان کے ذریعہ جھارکھنڈ میں شروع کیے گئے ادھورے کاموں کو مکمل کر سکوں۔ اس کے بعد مستقل ایک پروگرام کے تحت رانچی آؤں گا اور امارت شرعیہ کی طرف سے لوگوں نے مجھ سے جو امید لگا رکھی ہے اس کو پورا کرنے کی جہاں تک ممکن ہو سکے گا کوشش کروں گا۔

اس کے بعد حضرت امیر شریعت کا یہ قافلہ کربلا ٹینک روڈ رانچی میں واقع امارت شرعیہ کے دفتر پہونچا۔ جہاں ایک باوقار استقبالیہ تقریب حضرت امیر شریعت کی صدارت میں منعقد کی گئی۔ استقبالیہ تقریب کی نظامت جناب مولانا مفتی محمد انور قاسمی قاضی شریعت دارالقضاء رانچی نے کی۔

استقبالیہ تقریب سے خطاب کرتے ہوئے امیر شریعت نے کہا کہ امارت شرعیہ سرحدوں کا پابند نہیں ہے، بلکہ وہ ایک فکر کا نام ہے، جس کا مقصد ایک کلمہ کی بنیاد پر تمام مسلمانوں کو متحد کرنا ہے، ہماری ذمہ داری ہے کہ امت کو متحد کرنے اور ان کی ترقی و استحکام کے لیے اپنی صلاحیتوں اور توانائیوں کو خرچ کریں۔ اس استقبالیہ تقریب میں شہر کے معززین کی بڑی تعداد شریک تھی، اس استقبالیہ تقریب سے مفتی قمر عالم قاسمی استاذ مدرسہ حسینیہ کڈرو رانچی، ڈاکٹر اشرف عالم صاحب، ممتاز احمد خان ایڈووکیٹ، مولانا ڈاکٹر عبید اللہ قاسمی، مولانا ڈاکٹر طلحہ ندوی، مفتی عبد اللہ اظہر قاسمی نے اظہار خیال کیا، ان کے علاوہ شرکت کرنے والوں میں مولانا اصغر مصباحی، قاری صہیب احمد قاسمی، مولانا انصار اللہ قاسمی، مولانا شریف احسن مظہری، حافظ ابوالکلام صاحب، مولانا مفتی عمر فاروق مظاہری قاضی شریعت لوہردگا، مولانا سہیل سجاد قاسمی امارت پبلک اسکول نگڑی، مولانا عمر فاروق قاسمی، صحافی عادل رشید، مولانا بلال احمد قاسمی انکی، شیخ محمد عمر، حاجی محمد مسلم، جناب فیصل ثانی صاحب، جناب مبشر امام صاحب، مولانا ڈاکٹر یاسین قاسمی صاحب رکن شوریٰ وعاملہ امارت شرعیہ، مولانا ابوداؤد قاسمی، حاجی محمد ہاشم صاحب کے نام خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہیں۔ استقبالیہ تقریب میں تمام حاضرین نے امیر شریعت کے ہاتھ پر سمع وطاعت کی بیعت کی۔ استقبالیہ تقریب کا اختتام حضرت امیر شریعت کی دعا پر ساڑھے نو بجے رات میں ہوا۔

پھر حضرت امیر شریعت کا قافلہ جناب شفیق انور صاحب کے دولت کدہ بریاتو پہونچا، استقبالیہ کے شرکاء میں سے بھی بڑی تعداد شریک قافلہ تھی۔ جہاں استقبالیہ تقریب میں شریک تمام لوگوں کے لیے عشائیہ کا نظم تھا۔ جناب شفیق انور صاحب کے مکان پر امارت انٹرنیشنل اسکول اربا کی تعمیر کے سلسلہ میں اہم میٹنگ ہوئی، اس اسکول کا سنگ بنیاد امیر شریعت سابع حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانی صاحب نے ۱۵ر مارچ ۲۰۲۱ء کو اپنے ہاتھوں سے رکھا تھا۔ اس میٹنگ میں اسکول کی تعمیراتی کمیٹی کے صدر جناب ڈاکٹر مجید عالم صاحب بھی شریک تھے۔ واضح ہو کہ حضرت امیر شریعت سابع رحمۃ اللہ علیہ نے اسکول کی تعمیر کے لیے ایک آٹھ نفری تعمیراتی کمیٹی بھی تشکیل دی تھی اور یہ فرمایا تھا کہ باہمی مشاورت سے اس کمیٹی کے ارکان میں اضافہ کیا جا سکتا ہے۔ اس کمیٹی میں ڈاکٹر مجید صاحب صدر، جناب شفیق انور صاحب نائب صدر، انیس حیدر صاحب جنرل سکریٹری، جناب مولانا مفتی محمد انور قاسمی، مولانا منظور عالم قاسمی انکی، حاجی احسان صاحب اربا (ان کا انتقال ہو گیا ہے) جناب صاحب علی صاحب، جناب حاجی اختر صاحب بڑا گائیں بحیثیت ارکان شریک تھے۔

میٹنگ میں شرکاء نے حضرت امیر شریعت سے وعدہ کیا کہ جلد تعمیراتی کام شروع کیا جائے گا۔ اس میٹنگ میں جناب منظور انصاری صاحب اربا، جناب ڈاکٹر اسلم پرویز صاحب، جناب مختار احمد ایڈووکیٹ ہائی کورٹ جھارکھنڈ، جناب تنظیم عالم صاحب، جناب مولانا محمد صاحب مہتمم مدرسہ حسینیہ کڈرو، مولانا احمد صاحب مدرسہ حسینیہ کڈرو، جناب مولانا سمیع الحق صاحب مدرسہ مظہر العلوم اربا، سید نہال احمد صاحب، جناب شہزادہ انور صاحب چترپور کارگزار نائب صدر جھارکھنڈ کانگریس پارٹی، جناب ذکاء اللہ صاحب چترپور، جناب مولانا ڈاکٹر شکیل اختر مظاہری صاحب چترپور، جناب مفتی محمد صلاح الدین مظاہری امام وخطیب جامع مسجد چترپور، جناب تنویر احمد صاحب کے علاوہ تقریباً ایک سو افراد شریک تھے۔ میٹنگ اور عشائیہ کا یہ سلسلہ دیر رات تک چلتا رہا۔ اور نصف شب کے قریب حضرت امیر شریعت کی دعا پر میٹنگ کا اختتام ہوا۔ حضرت امیر شریعت اور ان کے رفقاء سفر کا قیام جناب ڈاکٹر مجید عالم صاحب کی قیام گاہ پر تھا۔

اگلے دن 24 اکتوبر کو صبح آٹھ بجے امیر شریعت نے شہر رانچی کی مشہور مسجد رنگ ساز مسجد میں نوجوانوں اور ذمہ داران شہر سے خطاب فرمایا، جس میں لوگوں کو تعلیم کی طرف متوجہ کیا اور چند محلوں کو ملا کر ایسے مکاتب کھولنے کی ترغیب دی جس میں مرحلہ وار طریقہ سے دینیات کی تعلیم کے ساتھ ساتھ عصری علوم وفنون سے متعلق دیگر ٹیکنکس کی تعلیم بھی دی جائے۔ اس کے بعد جناب مولانا مفتی محمد انور صاحب قاسمی قاضی شریعت رانچی کے ہمراہ ہند پیڑھی میں واقع امارت شرعیہ کی زیر تعمیر چار منزلہ تعلیم گاہ امارت شرعیہ محمود ایجوکیشنل سنٹر کے معاینہ کے لیے تشریف لے گئے۔ واضح ہو کہ چاروں منزل کی چھت کی ڈھلائی ہو چکی ہے اور فنشنگ کا کام باقی ہے۔ عمارت کو دیکھ کر حضرت امیر شریعت اور شرکاء وفد نے خوشی اور مسرت کا اظہار کیا۔ حضرت امیر شریعت نے جلد ہی وہاں تعلیمی کام شروع کرنے کا عندیہ ظاہر کیا اور ساتھ پوری بلڈنگ کی فنشنگ کا اسٹیمیٹ انجینئر سے تیار کرانے کی ہدایت دی۔ وہاں سے یہ قافلہ دفتر امارت شرعیہ رانچی واپس آیا اور حضرت امیر شریعت دفتر اور دارالقضاء کا تفصیلی معاینہ کیا اور دارالقضاء کے کاموں کی تفصیل معلوم کی۔ دارالقضاء کے کاموں سے حضرت امیر شریعت نے اطمینان کا اظہار کیا۔ اس کے بعد حضرت امیر شریعت کا یہ قافلہ جمشید پور کے لیے روانہ ہو گیا، رانچی سے اس کارواں کے ساتھ مولانا مفتی محمد انور قاسمی قاضی شریعت رانچی بھی شریک سفر ہوئے۔

دفتر جمشید پور میں بھی قاضی شریعت مولانا مسعود عالم قاسمی صاحب کے ساتھ اہالیان جمشید پور کی بڑی تعداد نے حضرت امیر شریعت کا شہر آہن جمشید پور میں والہانہ استقبال کیا۔ اس موقع سے دفتر امارت شرعیہ جمشید پور کے کانفرنس ہال میں بھی ایک استقبالیہ تقریب کا انعقاد ہوا۔ جس میں اظہار خیال کرتے ہوئے حضرت امیر شریعت نے فرمایا کہ امارت شرعیہ اصولی طور پر ایک فلاحی تنظیم نہیں ہے، بلکہ امارت شرعیہ کا اصل کام اسلام کے نظام کی محبت لوگوں کے دلوں میں پیدا کرنا ہے، تاکہ اللہ کے بنائے قانون کے تحت ہم اپنی زندگی گذار سکیں، مسلمانوں پر شریعت اسلامی کا نفاذ امارت کے نظام کا بنیادی اور اہم حصہ ہے، اب لوگوں کے دلوں میں جگہ بنانے کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ ہم ان کے کام آئیں، اور خدمت کریں، ہاسپٹل، اسکول اور آئی ٹی آئی وغیرہ بنائیں، حضرت امیر شریعت نے ایک سوال کے جواب میں فرمایا کہ ہمیں علاقائیت سے اوپر اٹھ کر کام کرنے کی ضرورت ہے، ہم صرف اپنی ہی ریاست کے بارے میں کیوں فکر کریں، ملک میں جہاں بھی لوگ تعلیمی ومذہبی اور ایمانی اعتبار سے کمزور ہوں، ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم سب مل کر اس کی فکر کریں، پروگرام میں شریک مولانا مفتی انور قاسمی قاضی شریعت امارت شرعیہ رانچی نے دارالقضاء کی اہمیت پر زور دیتے ہوئے فرمایا کہ ملک ہندوستان میں اس لئے ضروری ہے کہ حلال وحرام سے متعلق بہت سے شرعی قوانین کا اجرا مسلم قاضی کے فیصلے کے بغیر نہیں ہو سکتا، مثلاً شوہر کی مفقود الخبری کی وجہ سے ناقابل برداشت تکلیفوں میں مبتلا ہونے والی عورتوں کا بے سہارا زندگی کا واحد حل قاضی شریعت کا فیصلہ ہی ہو سکتا ہے، اور حقیقت یہ ہے کہ قاضی کے بغیر اسلامی زندگی کا تصور ہی نہیں کیا جا سکتا ہے، شہر آہن جمشید پور کے قاضی شریعت مولانا مسعود عالم قاسمی نے فرمایا کہ ہم پورے شہر کے باشندوں کے طرف سے اپنے امیر شریعت کا استقبال کرتے ہیں، اب ہم سب مل کر اپنے امیر کے ہر جائز حکموں پر لبیک کہیں، امیر شریعت کی اطاعت کو اپنی زندگی کا حصہ بنائیں، انہوں نے تمام شرکائے اجلاس سے ہاتھ اٹھوا کر امیر شریعت کی اطاعت کا عہد لیا اور آخر میں بیعت امارت بھی کرائی، پروگرام کی نظامت کرتے ہوئے دارالقضا امارت شرعیہ کے معاون محمد افروز سلیمی القاسمی نے فرمایا کہ امیر شریعت کا تعلق خانوادہ رحمانی سے ہے اور خانوادہ رحمانی کا رشتہ خانوادہ رسول سے ہے، وہ خانوادہ رحمانی، جس کی قربانیوں کو کبھی فراموش نہیں کیا جا سکتا، اس خانوادہ نے اپنے لہو کے ایک ایک قطرے سے ملت کی آبیاری کی اور اپنا تن من دھن ملت کی تعمیر وترقی میں لگا دیا، حضرت امیر شریعت کی آمد پر مدرسہ حسینہ مانگو، جمشید پور کے استاذ مولانا عبد الرشید نے بہتر انداز میں استقبالیہ نظم پیش کی، جبکہ امارت شرعیہ کے کارکن مولانا اظہر قاسمی نے قرآن کی تلاوت سے مجلس کا آغاز فرمایا، اس پروگرام میں مولانا امیر الحسن امام مسجد دھتکیڈیہ، مولانا نشاط احمد، مولانا مفتی محب اللہ، مولانا آفاق رحمانی و دیگر ائمہ مساجد ودانشوران شہر کافی تعداد میں شریک تھے۔

Scanned with CamScanner

نوجوان-کردار کے غازی بنیں

مولانا مفتی عمران اللہ قاسمی

جوانی انسان کی زندگی کا سب سے قیمتی اور عمدہ حصہ ہوتا ہے اس میں عقل ودانش کامل، قوی توانا، اعضاء مضبوط ہوتے ہیں، جوانی کا مرحلہ نہایت زرخیز، سرگرم اور مفید تر ہوتا ہے، جوانوں میں فطری طور پر اللہ تعالیٰ نے طاقت وقوت کا خزانہ اور ایسا حوصلہ وجذبہ رکھا ہے، جس کے ذریعہ بڑے بڑے چیلینج کا مقابلہ کیا جا سکتا ہے، مگر نوجوان میں امنگ وجذبات کی کثرت، لہو ولعب کا جنون اور خواہشات کی بھی فراوانی ہوتی ہے، اگر درست رہنمائی اور تربیت نہ کی جائے تو بے راہ روی اور برائیوں میں مبتلا ہونے کا نہ صرف قوی اندیشہ ہوتا ہے بلکہ وہ گناہوں کا خوگر ہو جاتا ہے۔ اور اگر نوجوانوں کی تعلیم وتربیت پر توجہ دی جائے اور اصلاح وآراستگی پر محنت کی جائے تو پھر صالح اور تربیت یافتہ نوجوانوں کے ذریعہ سے معاشرے میں صالح انقلاب رونما ہو جاتا ہے۔ موجودہ معاشرے اور خصوصاً نوجوان طبقہ میں بے شمار برائیاں پائی جاتی ہیں، جن کی وجہ سے مشکلات اور متعدد مسائل پیدا ہوتے رہتے ہیں، مگر بعض برائیاں اصل اور بنیاد کی حیثیت رکھتی ہیں کہ ان سے دیگر بہت سی برائیاں جنم لیتی ہیں اگر ایسی بنیادی برائیوں پر قدغن لگا دی جائے، ان کا سد باب کر دیا جائے تو جلد ہی دیگر برائیاں بھی ختم ہو جائیں۔ ان بنیادی برائیوں میں سے ایک اہم برائی فحش اور رزیل گفتگو ہے۔

مجلس میں باہمی گفتگو کرتے ہوئے، ملاقات کے وقت، اسی طرح فون پر گفتگو کرتے ہوئے فحش بات چیت، رذیل اور گندے کلمات بولنا نوجوانوں میں عام ہے، گہری دوستی اور بے تکلفی کا اظہار فحش گفتگو سے ہی ہوتا ہے، خوشی کا اظہار اور غصہ کرتے وقت گالی بکنا، ایک دوسرے سے فحش، بھدے کلمات کا تبادلہ آج کل بکثرت رائج ہے۔ موجودہ زمانے میں پائی جانے والی اس رذیل بات چیت اور فحش کلامی کو دو حصوں میں تقسیم کیا سکتا ہے:

(۱) ایک دوسرے کو برا کہنا، گالی گلوچ کرنا، ماں، بہن، باپ، بھائی اور عورتوں کو فحش الفاظ سے گفتگو میں شامل کرنا، اعضائے مخصوصہ کا نام لینا، نسب، خاندان، پیشہ کاروبار، گھریلو معاملات ومشاغل پر طنز کسنا وغیرہ۔ شریعت اسلامیہ کی رو سے اس طرح کی گفتگو اور بات چیت سراسر ناجائز ہے۔

(۲) دوسری صورت شہوانی خیالات کا اظہار ہے، شہوت آمیز باتیں کرنا، عورت کے حسن وجمال، مرد وعورت کی تنہائی کی گفتگو کو نقل کرنا، جیسا کہ اوباش اور رذیل قسم کے لوگوں کا مشغلہ ہوتا ہے، اس طرح کی فحش گفتگو بڑی شرمناک ہوتی ہے شریعت اسلامیہ نے اس طرح کی ہر گفتگو کو ممنوع قرار دیا ہے۔

کھیلوں سے رغبت اور جنون

نوجوانوں میں ایک بڑا مرض کھیلوں سے حد سے بڑھی ہوئی دلچسپی ورغبت ہے، کھیل کا جنون ہر ضروری کام کو پس پشت ڈال دیتا ہے، بلکہ بعض کھیلوں میں پورا معاشرہ ٹوٹ پڑتا ہے جس سے کاروبار زندگی ٹھپ ہو جاتا ہے، آج کل کرکٹ اور دیگر کھیلوں کو دیکھنے کے لیے دن ورات ٹی وی پر نظریں جمی رہتی ہیں، اسی طرح ویڈیو گیم، پب جی گیم، کارٹون پروگرام وغیرہ بچوں کی تباہی اور نوجوان نسل کی تباہی اور ان کے فکری زوال کا بڑا سبب ہیں، کھیلوں کا یہ جنون مال ودولت لٹانے، بے شمار نوجوانوں کی صلاحیتوں کو برباد اور فکر کو خراب کرنے کے ساتھ ضیاع وقت کا بھی سبب ہے، کھلاڑیوں کے مابین چپقلش اور کبھی تماش بینوں میں معمولی بات پر جھگڑے پھوٹ پڑنا اسی جنون کے نتائج ہیں، اس لئے شریعت کی نگاہ میں ایسے کھیلوں کی بھی گنجائش نہیں، ۔شریعت اسلامیہ میں ہر ایسا کھیل ممنوع ہے جو ذہنی صلاحیت، فکری طاقت کو مفلوج کرے، جس سے عبادات کا ترک یا تاخیر لازم آئے، عفت وعصمت باقی نہ رہے، شرم وحیا کا دامن تار تار ہو، اسلامی عقائد واحکام کو خطرہ ہو۔ البتہ ورزشی کھیل جو شرعی حدود کے اندر ہوں اور جس کھیل سے جسمانی وذہنی قوت میں اضافہ ہو، عزائم کو مہمیز کرے، معاشرتی زندگی میں معاون بنے اس کی گنجائش ہے وہ ممنوع نہیں۔ بلکہ قابل قدر ہے۔ ترمذی شریف میں ہے: ہر ایسا کھیل جس سے ایمان والا غفلت میں پڑ جائے؛ باطل ہے مگر تیر اندازی، گھوڑوں کو سدھانا اور اپنی بیوی سے خوش طبعی کرنا یہ کھیل درست ہیں۔ (ترمذی شریف ۱۷۴۴)

خواہشات نفسانی کی پیروی

نوجوانوں میں پائی جانے والی ایک اہم برائی خواہشات نفسانی کی پیروی ہے، چونکہ اللہ تعالیٰ نے فطری طور پر نوجوانوں میں قیدو بند سے آزادی کی خواہش اور شہوت جنسی رکھی ہے، نوجوانوں میں بے پناہ اقدامی قوت ہوتی ہے جس کی وجہ سے وہ خواہشات کے پیچھے چل پڑتا ہے بلکہ جنسی خواہشات کی تسکین کے جنون میں بھی وہ حد سے تجاوز کر جاتا ہے، بے شرمی، بے حیائی، حیا سوز ومخرب اخلاق طریقے اور ایسے گھناونے افعال کا مرتکب ہوتا ہے جن کا ذکر بھی باعث شرم ہو اور سنجیدہ، سلیم الطبع افراد ان افعال کو زبان پر لاتے بھی شرماتے ہیں خواہشات کی پیروی اور شہوت کی تسکین کے جنون کے بھیانک نتائج سامنے آئے ہیں۔ عشق بازی، عورتوں سے بے محابا اختلاط، اسکول، کالج، مارکیٹ، بازار، شادی بیاہ ودیگر تقاریب میں، ٹرین وجہاز میں، اسٹیشن وایئرپورٹ وغیر پر بے تکلفی سے اجنبی عورتوں سے گھل مل جانا، لطف اندوز ہونا وغیرہ نوجوانوں میں عموماً پایا جاتا ہے، اور باہمی فخر کا ذریعہ ہوتا ہے، یہ صورتحال بڑی خطرناک ہے اس سے انسانی زندگی میں بے اطمینانی بڑھتی ہے، بے حیائی کو فروغ ملتا ہے، تعلقات اور رشتے مکدر ہو جاتے ہیں، رشتوں کی پاکیزگی ختم ہو جاتی ہے، اس لئے شریعت اسلامیہ نے خواہشات کی پیروی کی ممانعت فرمادی، اور اس سلسلہ میں نہایت اعتدال والا طریقہ اختیار کیا، نہ تو فطری وطبعی شہوت کو مٹانے کا حکم دیا نہ ہی رہبانیت اختیار کرنے پر ابھارا چونکہ شریعت اسلامیہ کا مقصد انسان کو اللہ تعالیٰ کا محبوب بندہ بنا کر فوز وفلاح سے آراستہ کرنا ہے، اس وجہ سے کچھ حدود اور ضابطے طے کئے تاکہ انسان شریعت کے دائرے میں رہے، خواہشات پر کنٹرول کرے، ان کی ناجائز طریقہ سے تکمیل سے باز رہے۔

نوجوانوں کو خواہشات کے پیچھے بھاگنے اور شہوانی خیالات وفکر سے دور رکھنے کیلئے شریعت اسلامیہ کی یہ بھی تعلیم ہے کہ آبادی کو ایسے تمام مناظر سے پاک صاف رکھا جائے جو جنسی جذبات کو بھڑکانے والے، غلط خیالات پیدا کرنے اور غلط کاری پر ابھارنے والے ہوں، شرعی پردہ اور شرعی اصول وضوابط کا نفاذ ہو، تقاریب ومجالس میں اجنبی مرد وعورت کا غیر شرعی اختلاط ممنوع ہو، راستے، چوراہے، شاہ راہیں اور عام جگہیں بھی امن اطمینان کے مقام ہوں فتنہ گاہ نہ ہوں، نیز انسانوں کیلئے قرآن کریم کی تعلیم ہے کہ مومن مرد اور مومن عورتیں سبھی اپنی نگاہوں کی حفاظت کریں، ان کو نیچی رکھا کریں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خلوت میں اجنبی مرد وعورت کے اکٹھا ہونے کو تاکید کے ساتھ منع فرمایا، ارشاد نبوی ہے: جب کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ تنہائی میں ہوتا ہے تو تیسرا شیطان ہوتا ہے۔ (ترمذی شریف ۳؍۴۷۴) مٹی یا کیچڑ میں لت پت خنزیر سے لگ جانا آدمی کے لئے اس سے بہتر ہے کہ کسی اجنبی عورت سے اس کا کندھا لگے۔ (الترغیب والترہیب ۳؍۲۶) لہٰذا بھیڑ بھاڑ میں عورتوں کے اختلاط سے بچنا اور خواہشات کی پیروی سے احتیاط کرنا بہت ضروری ہے، تاکہ دیگر برائیوں اور خرابیوں سے بچا جاسکے، کیوں کہ خواہشات کی پیروی، جنسی خواہشات کی تکمیل کا جنون بہت ساری برائیوں کو جنم دیتا ہے۔

گناہوں میں مبتلا ہونے کے دیگر اسباب

بے راہ روی کو فروغ دینے والے اسباب میں سے ایک اہم سبب فراغت وقت ہے، فارغ البالی نئے نئے خیالات لاتی ہے، آج کل سڑکوں چوراہوں اور چائے خانوں میں نوجوانوں کی بھیڑ جو گپ شپ کرتی نظر آتی ہے، ان کے پاس فارغ وقت ہے، تو لامحالہ وہ کسی غلط راہ پر پڑیں گے، اور شیطان کے چنگل میں پھنس کر اپنی دنیا وآخرت کو خراب کریں گے، اس کا بہتر حل یہی ہے کہ نوجوانوں میں وقت کی قیمت کا احساس پیدا کرکے ان کو کسی مفید کام میں لگا دیا جائے، تاکہ وہ اپنی طاقت، جذبہ وحوصلے کیساتھ صلاحیتوں کا درست استعمال کر سکیں اور مستقبل کیلئے کچھ ذخیرہ کر سکیں۔ نوجوانوں میں بگاڑ اور برائی کا دوسرا اہم سبب بری صحبت ہے، برے ساتھیوں کی رفاقت اور برے لوگوں کی صحبت بہت جلد اخلاق وکردار کو تباہ کرتی ہے آدمی کی صالحیت کو متاثر کر دیتی ہے، بری صحبت کے سبب نوجوان بہت جلد گناہوں اور بری عادتوں میں مبتلا ہو جاتا ہے، چنانچہ بڑوں کی توہین وبے عزتی، نافرمانی ان کے ادب واحترام سے روگردانی، والدین کی نافرمانی کر کے دوست واحباب کو اہمیت وترجیح دینا بری صحبت کے نتائج ہیں، یہی وجہ ہے کہ شریعت اسلامیہ نے والدین پر ذمہ داری ڈالی ہے کہ وہ اپنے بچوں کی نقل وحرکت پر نظر رکھیں ان کی تربیت کریں، ان کی دینی تعلیم کا پورا پورا خیال رکھیں، ان کے دوست ومصاحبین، ان کی آمد ورفت کی جگہوں کا جائزہ لیتے رہیں، گھر میں اور گھر سے باہر اچھا ماحول فراہم کریں، تاکہ وہ بری صحبت سے محفوظ رہیں۔

دیگر اقوام کی نقالی اور ان کی اندھی تقلید نے بھی مسلم نوجوانوں کی زندگیوں پر برا اثر ڈالا ہے، بے حیائی، غرور وتکبر، بداخلاقی اور فکر ونظر کی پستی دیگر قوموں کی اندھی تقلید کے سبب پیدا ہوتی ہیں، آج کل کے لڑکوں میں اپنی چال ڈھال، نقل وحرکت، طور وطریق، پوشاک ولباس اور سر کے بالوں وچہرے کو زنانہ انداز میں آراستہ کرنے، بال بڑھا کر طرح طرح کے کلر سے رنگین کرنے کا جنون ہے، تو لڑکیاں مردانہ طرز اپنانے، لباس وڈریس میں بے پردگی کا خیال نہ کر کے فیشن کو ترجیح دینے، بال ترشوانے اور مردانہ صورت اختیار کر کے اپنی نسوانیت کے ہر نشان کے مٹانے کو ترجیح دیتی ہیں، غیر مسلموں خصوصاً یہود ونصاریٰ کی نقالی میں بازار، کالج، آفس بلکہ ہر جگہ بدتمیزی اور بے پردگی کا طوفان بپا ہے، اس اندھی تقلید نے معاشرے میں سب سے زیادہ بے راہ روی کو فروغ دیا ہے، آزادانہ فکر، مجرمانہ مزاج، بے کاری کا رجحان، حیا وشرم کا فقدان، بے پردگی کا مزاج، منشیات کا استعمال فحش گفتار، حرص مال، حب جاہ، جنسی خواہشات شہوات کی تسکین کا جنون وغیرہ یہ سب برائیاں دیگر اقوام کی نقالی اور اندھی تقلید کا ہی نتیجہ ہیں۔

نوجوانوں کی ذمہ داریاں

ہر قوم نوجوانوں پر انحصار کرتی ہے، قوموں کی ترقی نوجوانوں کے عمل سے جڑی ہوتی ہے، ان کی سرگرمی، مستقبل کا رخ متعین کرتی ہے، تاریخ کا مطالعہ بتلاتا ہے کہ ہر دور میں نوجوانوں نے نمایاں کردار ادا کیا ہے، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ سے دعوت کا آغاز فرمایا تو اس وقت میں جن خوش نصیب افراد نے اسلامی دعوت کو گلے لگایا اور اشاعت کا بیڑا اٹھایا اس میں بھی نوجوان ہی پیش پیش تھے، لہٰذا مسلم نوجوان کو چاہئے کہ وہ ہر طرح کی برائی اور بے راہ روی کے اسباب سے خود کو دور رکھیں، اسلامی تعلیمات وآداب سے اپنے آپ کو آراستہ کریں، دینی تربیت پر توجہ دیں، اور ساتھ ہی ساتھ اسلام مخالف منصوبوں سے آگاہی حاصل کریں۔

نوجوانوں کو چاہئے کہ اپنے اندر حوصلہ پیدا کریں، حق وصداقت کے علم بردار عدل وانصاف کے داعی، کردار کے غازی بنیں، تقوی، صلہ رحمی، اخلاق ومروت کو شعار بنائیں، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور اسلاف کے عمل وکردار کو اپنائیں، کسی بھی حالت اور مشکل میں دامن اسلام ہاتھ سے نہ چھوٹے، تبھی وہ اللہ تعالیٰ کے محبوب بندے بن سکتے ہیں، عرش الٰہی کے سایہ میں جگہ پاسکتے ہیں۔

نوجوان طاقت وقوت کے اعتبار سے سب اعلیٰ مرحلے میں ہوتا ہے اس لئے اس ذمہ داری بھی سب سے زیادہ ہوتی ہے اس لئے نوجوانوں کو چاہئے کہ وہ اپنی اصلاح کیلئے متفکر ہوں، اپنے والدین کے حقوق ادا کریں، پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک کا برتاؤ کریں اور کوشش کریں کہ مصروفیات سے تھوڑا وقت نکال کر سیرت رسول کریم، صحابہء کرام، اولیائے عظام کی سوانح کا مطالعہ کریں، مجالس میں ان کو سنانے کا اہتمام کریں اور خود کو ان اوصاف وکردار سے مزین کرنے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ نوجوانوں کو اپنی ذمہ داریاں سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

Scanned with CamScanner

افغانستان میں امریکی کمپنیوں کی لوٹ کھسوٹ

اینگل برمودیز بی بی سی نیوز

امریکی تاریخ میں افغانستان کی جنگ نہ صرف سب سے طویل بلکہ سب سے مہنگی بھی ثابت ہوئی ہے، امریکہ کی یہ جنگ رواں سال 30 اگست کو کابل میں آخری امریکی فوجیوں کے انخلا سے ختم ہوئی۔ براؤن یونیورسٹی کے کاسٹ آف وار پراجیکٹ کے مطابق اس پر امریکی خزانے کے اربوں ڈالر خرچ ہوئے۔

اب افغانستان پر طالبان کے قبضے اور امریکی فوجیوں کی جانب سے افراتفری میں انخلا کو کچھ تجزیہ کار اس جنگ کی ناکامی سے تعبیر کرتے ہیں۔ مگر جہاں بہت سے لوگوں کے لیے یہ ایک 'ناکام جنگ' ہو سکتی ہے، وہیں کچھ افراد کے لیے اس دوران 'زبردست منافع کا موقع' پیدا ہوا۔ کاسٹ آف وار کے مطابق سنہ 2001 سے 2021 کے درمیان امریکہ نے جتنے پیسے اس جنگ پر خرچ کیے، اس میں سے نصف رقم کی ادائیگی افغانستان میں امریکی محکمہ دفاع کے مختلف آپریشنز کے اخراجات پورے کرنے کے لیے کی گئی۔

ان میں سے بھی بہت بڑا حصہ اُن نجی کمپنیوں کی خدمات کے لیے ادا کیا گیا جنھوں نے افغانستان میں امریکی آپریشنز کو سہارا دیا۔ یونیورسٹی آف کیلیفورنیا میں کینیڈی سکول آف گورنمنٹ کی پروفیسر لنڈا ابلمز کہتی ہیں کہ اس جنگ میں امریکی افواج کے اپنے فوجی وسائل بہت کم تھے۔ اکثر وسائل دفاعی کنٹریکٹرز نے فراہم کیے تھے۔ 'مجموعی طور پر امریکی فوجیوں کے مقابلے کنٹریکٹرز کے فوجیوں کی تعداد دگنی تھی۔'

بلمز نے بتایا کہ سیاسی طور پر ان امریکی فوجیوں کی حد مقرر کی گئی تھی جو افغانستان میں تعینات کیے جانے تھے۔ کنٹریکٹرز کی تعداد اسی بنیاد پر طے کی جاتی تھی۔ بہت زیادہ کام درکار تھا۔ اس کا مطلب کنٹریکٹرز (کے فوجی) طیاروں کو ایندھن فراہم کرتے تھے، ٹرک چلاتے تھے، کھانا بناتے تھے، صفائی کرتے تھے، ہیلی کاپٹر اڑاتے تھے اور ہر قسم کے سامان کی منتقلی کرتے تھے۔ انھوں نے فوجی اڈے، ایئرپورٹ، ایئر سٹرپ وغیرہ تعمیر کیے۔'

وہ پانچ کمپنیاں جن کے نام سب سے زیادہ رسیدیں بنائی گئیں۔ افغانستان میں سہولیات کی فراہمی کے لیے امریکہ اور دیگر ممالک کی سو سے زیادہ کمپنیوں کو پینٹاگون کی طرف سے ٹھیکے دیے گئے۔ ان میں سے کچھ کمپنیوں نے ان ٹھیکوں سے اربوں ڈالر کمائے۔ کون سی کمپنیوں نے سب سے زیادہ فائدہ اٹھایا، اس حوالے سے سرکاری معلومات دستیاب نہیں ہے۔ مگر باسٹن یونیورسٹی میں کاسٹ آف وار پراجیکٹ کا حصہ '20 سالہ جنگ' منصوبے کی ڈائریکٹر پروفیسر ہیدی پیلٹر نے اپنے غیر شائع تخمینے بی بی سی کو فراہم کیے ہیں۔

یہ معلومات امریکی حکومت کی ویب سائٹ یو ایس اے سپینڈنگ ڈاٹ کام سے حاصل کی گئی ہے۔ اس ویب سائٹ کو امریکہ میں 2008 کے مالی بحران کے بعد تشکیل دیا گیا تھا اور اس میں امریکی حکومت کے اخراجات سے متعلق معلومات دی جاتی ہے۔ پیلٹر کا کہنا ہے کہ 'یہ اعداد وشمار 2008 سے 2021 کے ہیں۔ یہ ممکن ہے کہ کچھ ٹھیکے 2008 سے پہلے بھی دیے گئے ہوں گے۔ اگر ہمارے پاس 2001 (سے 2008) کی معلومات بھی ہوں تو اصل تخمینہ اس سے زیادہ ہو سکتا ہے۔ ان اعداد وشمار کے مطابق افغانستان میں سرِفہرست تین امریکی کمپنیاں ڈینکارپ، فلور اور کیلوگ براؤن اینڈ روٹ (کے بی آر) تھیں جنھیں امریکہ کی حکومت نے سب سے بڑے ٹھیکے دیے۔ ان کمپنیوں کو لاجسٹکس اوگمینٹیشن پروگرام فار سویلین پرسونل (ایل او جی سی اے پی) کے تحت ٹھیکے دیے گئے۔ اس کے علاوہ انھیں معمولی نوعیت کے ٹھیکے بھی دیے جاتے تھے۔

پیلٹر نے کہا ہے کہ عام طور پر ایل او جی سی اے پی کے ٹھیکے ایک سال سے زیادہ عرصے کے لیے دیے جاتے ہیں تاکہ مختلف سروسز حاصل کی جا سکیں جیسے لاجسٹکس، مینجمنٹ، ٹرانسپورٹ، سپورٹ، سامان کی مرمت، طیارے وغیرہ۔ امریکی کمپنی ڈینکارپ سے افغانستان میں مختلف سروز حاصل کی گئیں جن میں ملک کی نیشنل پولیس اور انسداد منشیات کی فورسز کو سامان کی فراہمی اور تربیت شامل تھے۔ یہ کمپنی سابق صدر حامد کرزئی کی حفاظت کے لیے باڈی گارڈز کی ٹیم بھی دیتی تھی۔ ڈینکارپ کو حال ہی میں ایک دوسری امریکی کمپنی امینٹم نے خرید لیا ہے۔ پیلٹر کے مطابق ڈینکارپ کو ایل او جی سی اے پی کے ٹھیکوں کی مد میں 7.5 بلین ڈالر ملے اور مجموعی طور پر انھیں 14.4 بلین ڈالر کے ٹھیکے دیے گئے۔ بی بی سی کی درخواست پر کمپنی کے ایک ترجمان نے بتایا کہ سنہ 2002 میں ڈینکارپ انٹرنیشنل افغانستان میں ہماری حکومت اور اتحادیوں کے ساتھ کھڑی تھی۔

انھوں نے مزید کہا کہ نجی کمپنی ہونے کی وجہ سے وہ اپنے ٹھیکوں سے متعلق معلومات جاری نہیں کرتے۔ ٹیکساس میں قائم کمپنی فلور کو جنوبی افغانستان میں امریکی فوجی اڈے تعمیر کرنے کے ٹھیکے دیے گئے تھے۔ کمپنی کی ویب سائٹ کے مطابق وہ ملک میں 56 اڈے آپریٹ کرتے تھے، ایک لاکھ سے زیادہ فوجیوں کو سہولیات فراہم کرتے تھے اور ایک دن میں ایک لاکھ 91 ہزار سے زیادہ لوگوں کو کھانا کھلاتا تھے۔ پیلٹر کے مطابق مجموعی طور پر فلور کارپوریشن کو افغانستان میں 13.5 بلین ڈالر کے ٹھیکے دیے گئے جن میں سے 12.6 بلین ایل او جی سی اے پی کے ٹھیکے تھے۔ بی بی سی نے فلور کارپوریشن سے رابطہ کرنے کی کوشش کی تاکہ یہ معلوم کیا جا سکے کہ افغانستان میں جنگ کے دوران وہ کن کاروباری سرگرمیوں میں ملوث رہے۔ تاہم ان کی جانب سے کوئی جواب نہیں آیا۔ دوسری طرف امریکی کمپنی کے بی آر کو امریکی فوج کی حمایت کے لیے انجینیئرنگ اور لاجسٹکس کا کام سونپا گیا تھا۔ انھیں رہائش، کھانے اور بنیادی ضروریات کی ذمہ داری دی گئی تھی۔ افغانستان میں متعدد ہوائی اڈوں کے ذریعے نیٹو افواج فضائی آپریشنز کرتی تھیں۔ زمین پر ان کی معاونت کے لیے کے بی آر کو ذمہ داری دی گئی تھی۔ ان میں مختلف سروسز شامل ہیں جیسے رن وے اور طیاروں کی سروس، ہوائی اڈوں کی مینجمنٹ اور ایروناٹیکل (فضائی) مواصلات۔ پیلٹر کے اعداد وشمار کے مطابق کے بی آر کو پینٹاگون سے قریب 3.6 بلین ڈالر مالیت کے ٹھیکے ملے۔

کمپنی کے ایک ترجمان نے بی بی سی کو بتایا کہ 'کے بی آر نے سنہ 2002 سے 2010 تک افغانستان میں امریکی مسلح افواج کے لیے خدمات سرانجام دیں۔ ہمیں دسمبر 2001 میں ایل او جی سی اے پی کا ٹھیکہ ملا تھا۔

انھوں نے مزید کہا کہ 'اسی پروگرام کے تحت ہم نے امریکی فوج کے لیے 82 فوجی اڈوں پر سہولیات فراہم کیں جیسے کھانا، لانڈری، بجلی، صفائی اور مرمت۔ جولائی 2009 میں فوج نے کام میں تسلسل کے ٹھیکے ڈینکارپ اور فلور کو دیے، جنھوں نے مشترکہ طور پر وہ سہولیات فراہم کیں جو کے بی آر فراہم کر رہا تھا۔ کے بی آر کی سروسز ستمبر 2010 میں ختم ہو گئی تھیں۔ چوتھی کمپنی جسے سب سے بڑے ٹھیکے ملے وہ ریتھیون تھی۔ یہ امریکہ میں بڑی فضائی اور دفاعی کمپنیوں میں شمار ہوتی ہے۔ اسے افغانستان میں سہولیات کی فراہمی کے لیے 2.5 بلین ڈالر کے ٹھیکے ملے۔ اسے حال ہی میں افغان ایئرفورس کی ترتیب کی ذمہ داری بھی دی گئی تھی جس کے لیے سنہ 2020 میں اس نے 145 ملین ڈالر کا ٹھیکہ حاصل کیا تھا۔ ورجینیا میں قائم سکیورٹی اور انٹیلیجنس کی کمپنی ایکس ایل ایل سی افغانستان میں سب سے زیادہ پیسے کمانے والی پانچویں سب سے بڑی کمپنی تھی۔ اسے امریکی حکومت سے 1.2 بلین ڈالر کے ٹھیکے ملے تھے۔ اسے کابل میں امریکی سفارتخانے کو سکیورٹی فراہم کرنے کی ذمہ داری دی گئی تھی۔ اس کمپنی سے افغانستان میں سرگرمیوں سے متعلق سوالات کے لیے رابطہ کیا مگر ان کی طرف سے کوئی جواب نہیں ملا۔ ماہرین اس بات پر متفق ہیں کہ افغانستان میں جنگ کے دوران سب سے زیادہ مالی فائدہ دفاعی کمپنیوں کو ہوا، جیسے بوئنگ، ریتھیون، لاک ہیڈ مارٹن، جنرل ڈائنیمکس اور نارتھ روپ گرومین۔ لنڈا ابلمز کہتی ہیں کہ 'انھوں نے جنگ سے بہت زیادہ پیسے کمائے ہیں۔'

تاہم یہ تعین کرنا مشکل ہے کہ انھوں نے اس دوران کل کتنے پیسے وصول کیے کیونکہ ان کے کنٹریکٹ افغانستان میں آپریشنز سے براہ راست تعلق نہیں رکھتے تھے۔ پیلٹر کا کہنا ہے کہ ان تمام کمپنیوں کو امریکہ کے لیے چیزیں بنانے کے کنٹریکٹ دیے گئے جنھیں افغانستان میں استعمال کیا گیا۔

منظوم تہنیت

بخدمت حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی صاحب مدظلہ العالی

امیر شریعت بہار، اڈیشہ، جھارکھنڈ وسجادہ نشیں خانقاہ رحمانی، مونگیر

از: افتخار رحمانی فاخر دھلی

احمد ولی ، ابن الولی، فخرِ زماں، روشن جبیں
اَخلاق کے عالی ہیں وہ، مہر وَفا مہرِ مبیں

گرچہ ہمیں اب سایۂ حضرت ولی ” حاصل نہیں
اس سانحہ سے بالیقیں ہے غمزدہ چرخ و زمیں

بخشا ہے رہبرِ بے بہا ، لاریب یزداں نے ہمیں
لازم ہے اُن کی اقتدا اور مرحبا اُن کو کہیں

وہ قائد ِالہامِ حق، اَجداد کے نعم البدل
اَوصاف گویا اُن کے ہیں مجموعۂ بیت الغزل

اعزاز و رشک ِ میکدہ، اور باعث ِ فخر و یقیں
یعنی کہ وہ ظل ِ ہما حضرت وَلی کے جانشیں

خورشید و مہر و ماہ کے ہیں واسطے رشک ِ جناں
اور میکدہ 'رحمانیہ' کے بالیقیں پیر مغاں

اللہ کا یہ فضل ہے، ہیں قافلے کے رہنما
اِس فضل پر دل یہ کہے، صد آفریں صد مرحبا

فاخرؔ جنہیں بخشی خدا نے 'مےکدہ' کی **تــــولیــــت**
باصد خلوصِ دل انہیں کر پیش تو بھی تہنیت

تائید حق نے دی ہمارے دل پہ دستک دفعتاً
جس 'صبح' کے ہم منتظر تھے اَب وہ ہوگی لازماً

اِک انقلابِ نو بھی آئے گا بہ فضل ذوالمنن
اور خوشنما تصویر بھی دیکھے گا یہ چرخِ کہن

فاخرؔ دُعا ہے، اُن کا سایہ دیر تک قائم رہے
اور 'خانقاہ و جامعہ' کا فیض بھی دائم رہے

Scanned with CamScanner

اسکول ہے؛ ٹیچر نہیں

جگ موہن سنگھ راجپوت

یونیسکو نے ایک مرتبہ پھر ہندوستان میں تعلیم کی حالت زار اور ٹیچروں کی کمی سے متعلق تشویش کا اظہار کیا ہے۔ یہ کمی اتنے برسوں سے چل رہی ہے کہ جب جب ایسے سروے اور تجزیے ملک کے سامنے آتے ہیں تو اس میں کوئی نئی بات نہیں لگتی۔ کسی بھی سسٹم کی رفتار جب ڈھیلی ہوجاتی ہے، تب اس کی بڑی سے بڑی کمی اور کمزوری کا بھی جنرلائزیشن ہوجاتا ہے اور اسے ناقابل حصول ہدف کی شکل میں غیر تحریری طور پر قبول کرلیا جاتا ہے۔ تعلیم آئین کی concurrent list میں ہے۔ اسکولوں اور ریاستوں کی یونیورسٹیوں و کالجوں میں ٹیچروں کی تقرریوں کی ذمہ داری ریاستی حکومتوں کی ہے۔ مرکزی حکومت یا اس کے ذریعہ قائم مرکزی ریگولیٹری ادارے صرف ضروری ہدایات دے سکتے ہیں، لیکن ان پر عمل کرنا وفاقی نظام میں ریاست کا حق ہے، مرکز اس میں مداخلت نہیں کرسکتی۔

آزادی کے بعد ملک میں تعلیم کا جتنا فروغ ہوا ہے، اسے مشکل حالات میں حاصل کی گئی بڑی حصولیابی سمجھا جانا چاہیے۔ آج ایسا کوئی طبقہ نہیں ہے جو اپنے بچوں کو اچھے اسکول میں نہ پڑھانا چاہتا ہو، لیکن بدقسمتی سے سسٹم اس کا ساتھ دینے میں کمزور پڑ گیا ہے۔ سسٹم کی حساسیت کا سب سے بڑا برا نتیجہ سرکاری اسکول کی متاثر ہوتی ساکھ ہے۔ یہ ملک کے دانشورانہ اثاثہ میں اضافہ میں بڑا رخنہ ہے۔ اکیسویں صدی میں کوئی بھی مہذب ملک اپنے پچاس فیصد سے زائد بچوں کے پرسنالٹی ڈیولپمنٹ کے مواقع سے محروم رکھ کر ترقی نہیں کرسکتا ہے۔ جن اسکولوں میں طلبا۔ اساتذہ کا تناسب صحیح نہیں ہوگا، وہاں سے بچے صرف سرٹیفکیٹ ہی حاصل کرتے ہیں اور ضروری نالج، ہنر اور پرسنالٹی ڈیولپمنٹ سے محروم رہ جاتے ہیں۔ ایک لاکھ اسکولوں میں صرف ایک ٹیچر اور 11 لاکھ اساتذہ کے عہدوں کا خالی ہونا ملک میں ہی نہیں، بین الاقوامی سطح پر بھی شرمناک سمجھا جانا چاہیے۔ ہندوستان آج اتنا بغیر وسائل کا ملک تو نہیں ہے کہ وہ بچوں کے لیے تعلیم کے مناسب انتظامات کرنے سے قاصر ہو۔

ٹیچروں کی کمی کے مسئلہ کی جڑیں کافی گہری ہیں۔ اس کے لیے کون اور کتنا ذمہ دار ہے، یہ کوئی پوشیدہ حقیقت نہیں ہے۔ الٰہ آباد ہائی کورٹ نے 19 اگست، 2015 کو ایک آرڈر میں کہا تھا کہ اتر پردیش کے چیف سکریٹری اگلے 6 ماہ میں منصوبہ تیار کریں کہ کیسے سرکاری خزانہ سے تنخواہ لینے والے ہر شخص کے بچے صرف سرکاری اسکولوں میں پڑھیں گے! سبھی جانتے ہیں کہ ایسا ہوگا نہیں، کیوں کہ متحد ہوکر اشرافیہ اور سرکاری سسٹم اسے ہونے نہیں دیں گے! اور ایسا ہی ہوا۔ یہی طبقہ سرکاری اسکولوں کی موجودہ صورت حال، ساکھ کی کمی اور عوام کے عدم اعتماد کے لیے پوری طرح جواب دہ ہے۔ جب ایلیٹ کلاس کے بچوں کے لیے پرائیویٹ اسکول دستیاب ہیں اور وہاں پڑھانے کے لیے تعلیمی الاؤنس کا التزام دستیاب ہے تو پھر یہ طبقہ سرکاری اسکولوں کی فکر کیوں کرے گا!

نئی تعلیمی پالیسی۔ 2020 پر عمل درآمد کے وقت اس سچائی کو قبول کرنا سبھی کے اور ملک کے مفاد میں ہوگا۔ نئی تعلیمی پالیسی اعتماد دلاتی ہے کہ ہر بچے کو ایسے اسکول میں تعلیم ملے گی جہاں بنیادی سہولتیں ہوں گی، مناسب طلبا-اساتذہ تناسب میں پرمانٹ، باضابطہ اور تربیت یافتہ ٹیچرس ہوں گے۔ صورت حال یہ ہے کہ گزشتہ چار دہائیوں سے کئی ریاستوں نے باضابطہ پرمانٹ ٹیچروں کی جگہ مختلف عہدوں سے پارٹ ٹائم۔ غیر مستقل ٹیچر تھوڑے سے معاوضہ پر مقرر کرنے کا چلن بنالیا۔ اس سے باضابطہ ٹیچروں کے ریٹائرڈ ہونے کے ساتھ باقاعدہ پوسٹ خالی ہوتی گئیں۔ نوکرشاہی کو یہ سسٹم بہت راس آیا۔ جب کوئی ملک تعلیم جیسے اہم اور حساس ٹاپک پر فیصلہ صرف نوکرشاہوں پر چھوڑ دیتا ہے، تب ایسے مہلک حالات پیدا ہوتے ہیں۔ ملک میں آہستہ آہستہ تعلیمی اور اکیڈمک قیادت کی جگہ پر سول سروس کے افسر اسکول بورڈ، ٹیکسٹ بک بورڈوں، نیشنل کونسل آف ایجوکیشنل ریسرچ اینڈ ٹریننگ (این سی ای آر ٹی) جیسے اداروں میں اعلیٰ عہدوں پر فائز ہونے لگے۔ یہ کیوں ہوتا گیا، اسے جاننا بہت ضروری ہے۔ کیا ہندوستان کی سول سروس یہ ذمہ داری قبول کرے گی کہ آج اساتذہ کی تقرریوں کے حوالہ سے جو تضادات پیدا ہوئے ہیں، اس کی ذمہ داری صرف اس کی اور اس کی ہی ہے؟

ٹیچروں کی تقرری، پوسٹنگ اور تربیت سے متعلق متعدد مسائل وقت وقت پر توجہ اپنی جانب مبذول کرتے رہے ہیں۔ 1986 میں بنی قومی تعلیمی پالیسی کو نافذ کرتے وقت یہ طے ہوا تھا کہ ملک میں کوئی بھی ایسا اسکول نہیں ہوگا جس میں کم سے کم دو ٹیچر نہ ہوں۔ 'آپریشن بلیک بورڈ' نام کے پروجیکٹ کے تحت مرکزی حکومت نے سبھی ریاستی حکومتوں سے اعداد و شمار طلب کیے اور اس کی بنیاد پر تقریباً ساڑھے پانچ لاکھ پرائمری اسکولوں کی بلڈنگوں کی تعمیر، تدریسی مواد وغیرہ کے ساتھ ایک لاکھ چونتیس ہزار ٹیچروں کی تقرری کے لیے رقم مہیا کرائی۔ پیسہ تو مرکز کا تھا، مگر سارے کام ریاستی حکومتوں کو ہی کرنے تھے، جن میں ٹیچروں کی تقرری، اسکولوں میں کمرے بنوانا، ٹیچنگ مٹیریل کی خرید جیسے کام شامل تھے۔ لیکن کچھ برس بعد زیادہ تر ریاستوں کو جانچ کمیٹیاں بنانے کے لیے مجبور ہونا پڑا اور سارے پروجیکٹ اہداف سے دور ہوتے چلے گئے۔ مثال کے طور پر مدھیہ پردیش کے ٹیکم گڑھ بلاک میں ٹیچروں کے ایک ٹریننگ پروگرام میں چرچا کے دوران جب یہ جاننے کی کوشش کی گئی کہ 'سیکنڈ ٹیچر' کی تقرری سے دیہی اسکولوں میں کتنا مثبت اثر پڑا، تو ایسے ٹیچروں کی شہروں میں ہی تقرری کردی۔ یعنی کاغذوں میں 208 اسکولوں میں دو ٹیچر تھے، مگر حقیقت میں وہ وہاں نہیں تھے جہاں ان کی ضرورت تھی! ان کی تنخواہ اس اسکول سے دکھائی جاتی تھی جس میں وہ شاید کبھی گئے ہی نہیں تھے۔

آج کمیونی کیشن ٹیکنالوجی نے نگرانی میں متعدد معنی خیز اصلاحات کی ہیں۔ اب وہ سب ممکن ہوگیا ہے جو پہلے جاننا اور سدھارنا مشکل تھا۔ لیکن آج بھی کسی اسکول کا ٹھیک سے چلنا افسران کی ایمانداری، کام کے تئیں ایمانداری اور ڈیڈیکیشن کے نتیجہ پر ہی منحصر کرتا ہے۔ عوامی نمائندے اگر اپنے علاقوں میں تعلیم کو ترجیح دیں تو تربیت یافتہ اور باضابطہ ٹیچروں کی موجودگی ہر اسکول میں یقینی بنائی جاسکتی ہے۔ ہر سطح پر ٹیچروں کی کمی سے پوری نسل متاثر ہوتی ہے، لیکن سب سے زیادہ گاندھی جی کے ذریعہ نشان زد 'آخری لائن' میں کھڑے پریوار اور ان کے بچے متاثر ہوتے ہیں۔ یہ ایسی حقیقت ہے جو چرچا میں آنی چاہیے اور جس پر اسمبلیوں اور پارلیمنٹ میں پارٹی سیاست سے اوپر اٹھ کر بحث ہونی چاہیے۔ یہ ایسی کمی ہے جو معاشرتی اصلاح میں تاخیر کرتی ہے اور سماجی ہم آہنگی میں اضافہ کے لیے کی جارہی کوششوں کی رفتار کو سست کردیتی ہے۔ اس سے مساوات کے مواقع فراہم کرنے کے لیے آئینی یقین دہانی کی خلاف ورزی ہوتی ہے، جو یہی نشان زد کرتا ہے کہ ہم مجاہدین آزادی اور آئین سازوں کو وہ عزت نہیں دے پارہے ہیں جس کے وہ حق دار ہیں۔

ہندوستان کی تعمیر نو کا خواب دیکھنے والے صاحب عرفان کا خواب تھا کہ تعلیم کی روشنی سے ہندوستان میں سنہری صبح لائی جاسکے گی اور اس کے لیے ہر ہندوستان کے شہری کو پورے مواقع مہیا کرنے کا کوئی دیگر متبادل ہے ہی نہیں۔ اس کا واضح ثبوت آئین میں تسلیم شدہ وہ التزام ہے جس میں ریاست یعنی حکومت سے یہ امید کی گئی تھی کہ چودہ برس تک کے ہر بچے کے لیے مفت اور لازمی تعلیم کا انتظام کرنا اس کی ذمہ داری ہوگی۔ اگر حکومتیں یہ ذمہ داری پوری طرح نبھاتیں، یکساں اسکول سسٹم کو نافذ کرتیں، اسکولوں میں توازن لاتیں اور تعلیم میں کمرشلائزیشن کو بڑھاوا نہ دیتیں تو آج سرکاری اسکولوں کی ساکھ کہیں اعلیٰ سطح پر ہوتی۔

ترجمہ قرآن کے لئے مطلوبہ صلاحیتیں

ڈاکٹر سید شاہ تقی الدین ندوی، فردوسی، منیری

ابتدائے اسلام ہی سے قرآن کریم کا ترجمہ دیگر زبانوں میں شروع ہوگیا تھا، روایتوں میں آتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو اپنے قبیلہ کی طرف بھیجا تھا، تاکہ وہ انہیں فارسی زبان میں اسلام کی تعلیم دیں، آپ سورہ فاتحہ کا ترجمہ فارسی زبان میں کیا کرتے تھے۔

ہمارے اسلاف نے قرآن کریم کے ترجمہ کو اس غرض کے لئے جائز قرار دیا کہ قرآن کے پیغام کو ان لوگوں تک پہنچایا جاسکے جو قرآن کی زبان نہیں سمجھ سکتے ہیں، انہوں نے یہ بات بھی صاف بتادی کہ جہاں تک شرعی احکام کے استنباط کا تعلق ہے تو کسی ترجمہ پر بھی ہرگز اعتماد نہیں کیا جاسکتا، اس لئے کہ ترجمہ چاہے کتنا ہی دقیق و امین ہو نص اور اس کے سیاق کی روح کو دوسری زبان میں منتقل نہیں کرسکتا۔

کسی بھی نص کا ترجمہ دوسری زبان میں کرتے وقت متعدد مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے، عربی زبان کی کسی نص کا اور خاص کر قرآن کریم کا ترجمہ کرتے وقت جو رکاوٹیں پیش آتی ہیں انہیں وہی عبور کرسکتا ہے جو عربی زبان کے علوم کا ماہر ہو اور ساتھ ہی ساتھ اس زبان کا بھی جس میں وہ ترجمہ کرنا چاہتا ہے، بعض اوقات قرآن کریم کے ایک لفظ کے کئی معنی ہوسکتے ہیں؛ اس لئے اس کا ترجمہ بغیر سیاق کے نہیں کیا جاسکتا، یہ بھی یاد رہے کہ قرآن کریم میں ایسے کئی کلمات ہیں جن کے مقابل دوسری زبان میں کوئی لفظ نہیں ملتا، ایسی صورتوں میں مترجم کو مفسر قرآن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی اقتداء کرنی چاہیے، آپ نے فرمایا: ''جب تمہیں قرآن کریم سمجھنے میں دقت پیش آرہی ہو تو (دور نبوت کی) عربی شاعری سے رجوع کرو'' بعض اوقات عربی شاعری سے بھی مدد نہیں ملتی، مثلاً قرآن کریم کے بعض الفاظ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر بھی واضح نہیں تھے اگرچہ انہوں نے عربی زبان کے سنہرے دور میں زندگی گزاری، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب "فاكهة وابا" کے معنی پوچھے گئے تو یہی کہا کہ میں نہیں جانتا کہ "ابا" کا مطلب کیا ہے۔

عربی زبان کا ایک اور پہلو اس کی خوبصورتی اور مٹھاس ہے، یہ اور اس طرح کے دیگر پہلوؤں کا ترجمہ ایک ایسا ماہر ہی کرسکتا ہے جو عربی زبان کے مختلف علوم بشمول شعر و نثر اور بلاغت و اعجاز کو اچھی طرح جانتا ہو، ساتھ ہی ساتھ اس کو صرف اور نحوی مکتب فکر (کوفہ، بصرہ اور حجاز کے مدارس) کی معرفت حاصل ہو، ناسخ اور منسوخ، ترکیب اور نظم قرآن کا علم رکھتا ہو، اس میدان میں شیخ عبدالقاہر الجرجانی کا نام لیا جاسکتا ہے جنہوں نے قرآنی ترکیب و نظم کو اچھی طرح سمجھا تھا۔

اسی طرح مترجم کو سنت مطہرہ کی اتباع کرنی چاہیے اور ان حدود کا لحاظ رکھنا چاہیے جو ہمارے اسلاف نے اور علوم قرآن کے ماہرین نے طے کی ہیں، چاہے معاملہ تفسیر بالماثورات کا ہو یا تفسیر بالرائے کا۔ ان شرطوں کو پورا کرنے کے بعد مترجم قرآنی آیات کے فہم کو غیر عربی داں حضرات تک پہنچانے کا عظیم کام انجام دے سکتا ہے۔

Scanned with CamScanner

اپنی زبان کی حفاظت کیجئے

ابواحمد سکراوی

اس وقت سماج ومعاشرہ میں اخلاقی قدریں مٹتی جارہی ہیں، جبکہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر مسلمان مرد وعورت کو اپنوں اور غیروں کے ساتھ حسن سلوک کرنے اور اچھے اخلاق اپنانے کی تعلیم دی ہے، حسن اخلاق کا ایک اہم ترین پہلو زبان کی حفاظت ہے ،اسلام کے نظام اخلاق میں ہمیں خصوصیت کے ساتھ زبان کی حفاظت کرنے اور اسے کنٹرول کرنے کی تاکید کی گئی چونکہ زبان کو چھوڑ دینے سے بہت سی آفتیں، تباہیاں اور معاشرتی ہلاکت خیزیاں جنم لیتی ہیں، اسلامی اخوت وبھائی چارگی کا جنازہ نکل جاتا ہے، رقابتیں اور دوریاں بڑھنے لگتی ہیں، سماج میں ہر آدمی ایک دوسرے کے متعلق بدگمانی کا شکار ہوجاتا ہے، بے لگام زبان ہمیشہ شیطان کا آلہ کار بن جاتی ہے اور آدمی نفس کا غلام بن جاتا ہے، پھر کسی کی عزت وآبرو پر کیچڑ اچھالنا، کسی پر طعن وتشنیع کرنا، جھوٹ وافتراء باندھنا، غیبت وچغل خوری کرنا، گالی گلوج کرنا عام سی بات ہوجاتی ہے ،اور یہی ہو بھی رہا ہے۔ غیر تو غیر ہے ہم مسلمان کی یہی روش اور عادت بنتی چلی جارہی ہے، جو جتنا بڑا منھ پھٹ ہو اسی قدر دانا اور عقل مند سمجھا جاتا ہے، ایسے ہی لوگ سماج میں قدآور آؤ بھگت کا حقدار سمجھے جاتے ہیں ہماری نئی نسل کا طرز تکلم اور انداز گفتگو بالکل ہی جداگانہ ہے ،آپس میں ماں بہن بیٹی کے مقدس رشتوں کو آڑے ہاتھوں لئے بغیر گفتگو کا آغاز ہی نہیں ہوتا ۔دور حاضر میں انسانی شرافت ونجابت کا معیار ہی بدل گیا ہے لہذا جب ایسی بداخلاقی سماج ومعاشرہ میں عام ہوجاتی ہے تو آدمی گناہوں پر جری اور بڑے بڑے کبائر کو حقیر سمجھنے لگتا ہے ،نتیجتاً اپنے دین ومذہب سے اس قدر دور ہوتا چلا جاتا ہے کہ دینی واخلاقی باتیں بھی گراں گزرتی ہیں، ہمیں یادرہنا چاہئے کہ ہم مسلمان ہیں اور مسلمان کی زندگی کتاب اللہ اور سنت رسول کے بتائے حدود اور دائرے ہی میں گذرنی چاہئے اسی میں دین دنیا کی سعادتمندی کا راز پنہاں ہے۔

زبان اللہ کی نعمتوں میں سے ایک عظیم نعمت ہے اس نعمت کی قدردانی یہ ہے کہ اسے اللہ کے ذکر وعبادت میں، تسبیح وتحلیل میں تقدیس میں تر رکھا جائے ،بھلائی کا حکم اور برائی سے روکا جائے، چرب زبانی اور لایعنی باتوں اور ایسے اعمال سے بچا جائے جس میں اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی ہوتی ہو، تاکہ قیامت کے دن اولین وآخرین کے مجمع میں ذلت ورسوائی کا سامنا نہ کرنا پڑے، بڑے ہی خسران ندامت کی گھڑی ہوگی جب ہر آدمی خود ہی حیران ششدر ہوگا ،ہائے ہماری خرابی یہ کیسی کتاب ہے جس نے ہر چھوٹا بڑا اشمار کر رکھا ہے اور جو کچھ انہوں نے کیا تھا سب موجود پائیں گیں۔ (الکہف)

ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالی ہے: انسان منہ سے کوئی لفظ نہیں نکالتا کہ اس کے پاس (رب کے) نگہبان نوٹ کرنے کیلئے تیار رہتے ہیں)'' ان دونوں فرشتوں کے بارے میں جنہیں کراماً کاتبین کہا جاتا ہے، ایک اور جگہ فرمایا: ''یقیناً تم پر نگہبان لکھنے والے (فرشتے) مقرر ہیں، جو کچھ تم کرتے جانتے ہو''۔ (انفطار:١٢)

اللہ تعالیٰ نے ہم پر اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت وپیروی کو لازمی ٹھہرایا ہے آپ کی زندگی مومن کیلئے آئینہ ہے، جس کے مطابق ہمیں اپنی زندگی کو ڈھالنا ہے ،عقائد، عبادات معاملات ،حسن اخلاق اور زندگی کے ہر شعبہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہمارے لئے آئیڈیل اور نمونہ ہے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن اخلاق کی شہادت عرش والا دیتا ہے: ''اے نبی! بے شک تو عمدہ اخلاق کے بلند رتبہ پر فائز ہے۔ ایک اور مقام پر فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی رحمت کے باعث آپ ان پر نرم دل ہیں اور اگر آپ بدزبان اور سخت دل ہوتے تو یہ سب آپ کے پاس چھٹ جاتے سو آپ ان سے درگذر کریں۔ (آل عمران: 159)

ہم اس نبی کی امت ہیں جس کے اخلاق کریمانہ اور حسن سلوک کا یہ حال ہے۔ آپ نے اپنی امت کو کیسی عمدہ اخلاقی تعلیم سے نوازا ہے: ارشاد مبارک ہے: جو شخص اپنے دونوں جبڑوں اور اپنی ٹانگوں کے درمیان کا حصہ یعنی: زبان اور شرمگاہ: کی حفاظت کی ذمہ داری لے لے میں اس کے لئے جنت کی ضمانت لیتا ہوں" (صحیح بخاری:٦٤٧٤) ہمارے اندر یہ شوق وجذبہ پیدا ہونا چاہئے کہ ہم اس نبوی ضمانت کو قبول کرکے اپنی زبان اور شرمگاہ کی پوری پوری حفاظت کریں، تاکہ جنت کے مستحق بن سکیں۔

سیدنا حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا لوگ کس وجہ سے سب سے زیادہ جنت میں داخل کئے جائیں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تقویٰ اللہ: اللہ کا ڈر اور حسن اخلاق کی وجہ سے، پھر پوچھا گیا: لوگ کس وجہ سے کثرت کے ساتھ جہنم میں ڈالے جائیں گے؟ فرمایا: منہ اور شرمگاہ کی (بے اعتدالیوں کی وجہ) سے (سنن ترمذی:٢٠٠٤)

فضول گفتگو سے خاموشی بہتر:

سیدنا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان ویقین رکھتا ہے اسے چاہئے کہ اچھی بات بولے، ورنہ خاموش رہے''۔ (صحیح بخاری: ٥٩٩٥) دوسری حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جس نے خاموشی اختیار کی اس نے نجات پالیا''۔ (سنن ترمذی :٦٥٠١) اس حدیث کو شارحین نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جوامع الکلم میں شمار کیا ہے جس میں ہر دانا وبینا شخص کے لئے بڑی عظیم حکمت اور دارین کی کامیابی کا راز مضمر ہے، حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں: جب گفتگو کرنے کا ارادہ کرے اس پر لازم ہے کہ بات کہنے سے پہلے غور وفکر کرلے اگر وہ بھلائی اور خیر ومصلحت پرمبنی ہو تو بولے اور اگر وہ بھلائی اور خیر ومصلحت پرمبنی ہو تو بولے اور اگر شک اور شبہ والی چیز ہو تو خاموش رہے۔

سیدنا عقبہ بن عامرؓ پوچھتے ہیں: ''اللہ کے رسول نجات کیسے مل سکتی ہے ؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنی زبان کو کنٹرول میں رکھو، اپنے گھر کو لازم پکڑو (یعنی فارغ اوقات میں گلی، نکڑ، چوراہوں پر مت گھومتے پھرو) اور اپنے گناہوں پر تنہائی میں روؤ۔ (سنن ترمذی :٦٥٨٦) زبان نبوت کے سنہرے تعلیمات کو سامنے رکھئے اور اپنے گردوپیش کا جائزہ لیجئے کہ نوجوان طبقہ تو اپنی جگہ رہا، بڑے بوڑھوں تک کے کردار وعمل اور اخلاقی پامالی کو دیکھ کر رونا آتا ہے، جنہیں نیکیوں کی حفاظت اور آخرت کی فکر دامن گیر ہونی چاہئے ،وہ نماز کے بعد مسجدوں میں بیٹھ کر دوسروں کی پگڑیاں اچھالتے نظر آتے ہیں اور اگر مسجد سے باہر نکلے تو کہیں نکڑ چوراہے پر یا تالاب کے کنارے گپ شپ کی ایسی داستان! اللہ کی پناہ! اسی حقیقت کا عکس ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان: ''دو نعمتیں ایسی ہے کو جن کے بارے میں کثرت سے لوگ غفلت ولاپرواہی کا شکار ہیں ،صحت وتندرستی اور فارغ البالی'' (صحیح بخاری :٦٤١٢) حالانکہ خصوصیت کے ساتھ بچی کھچی ضعیفی کی اس عمر کو غنیمت سمجھنا چاہئے ،ارشاد نبوی کے مطابق : (سنن ابی ماجہ ٣٠٦٠ صحیح) برابر اپنی زبان کو اللہ کے ذکر سے تر رکھنی چاہئے۔

زبان کی ہلاکتیں:

زبان کی آفتوں اور ہلاکتوں کا سلسلہ بہت دراز ہے اس کی بہت بڑی آفت تباہی۔ جس کے دام فریب میں ہر خاص وعام مرد وعورت، عالم وجاہل اور نیک وبد گرفتار ہوچکا ہے ،وہ ہے زبان کی بیجا آزادی اور اسے شتر بے مہار چھوڑ دینا ہے، ایسا لگتا ہے کہ آج ہمارے معاشرہ میں یہ کوئی قابل گرفت عمل ہی نہیں ہے ،روزمرہ کی زندگی میں غور کیجئے، ہماری یہ زبان قینچی کی طرح چلتی ہے، نشتر زنی کا یہ عالم ہوتا ہے کہ جس کے بارے میں جو چاہا کہہ دیا، گالی گلوج طعن تشنیع، جھوٹ فریب، الزام تراشی، بہتان بازی جیسے الفاظ کے معنی ہی بدل کررہ گئے ہیں، گناہ کا کوئی احساس ہی باقی نہ رہا، ہر شخص کی زبان اس کے دل کا ترجمان ہوتی ہے جس کا دل گناہوں سے سیاہ ہوچکا ہو، شرک وبدعت اور نفاق کی آماجگاہ بن گیا ہو، ایسے شخص سے شرافت کی امید بہت کم ہوتی ہے ،اسی پس منظر میں دل اور زبان کے گہرے رشتہ کی نقاب کشائی حدیث نبوی میں کچھ اس طرح سے کی گئی ہے۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آدمی کا ایمان درست نہیں رہ سکتا جب تک کے اس کا دل درست نہ ہوجائے اور اس کا دل اس وقت تک درست نہیں ہوسکتا جب تک کے اس کی زبان درست نہ ہوجائے ۔(صحیح ترغیب وترہیب:٧٨٦٥)

ہمارے رب نے اخلاقی فرائض وذمہ داریوں کے بارے میں ہمیں آگاہی دی ہے: ارشاد باری تعالی ہے: جمہیں جس کے بارے میں علم نہیں ہے تم اس کے پیچھے نہ پڑو، بے شک یہ کان یہ دل یہ آنکھ سب اللہ کے یہاں مسئول ہوں گے''۔ (اسراء:٣٦)

زبان کی آزادی دنیاوی حیثیت سے بھی مہنگی ثابت ہوتی ہے۔ تجربہ شاہد ہے میٹھی زبان اجنبی شخص کو بھی چائے پلانے پر مجبور کردیتی ہے دشمن کا دل جیت لیتی ہے جب کہ بدزبانی اور ترش روئی اچھے بھلے آدمی کا وقار مجروح کردیتی ہے ۔اور اخروی ناکامی کی حیثیت سے ایسا آدمی بدترین لوگ میں شمار کیا جاتا ہے: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''وہ آدمی اللہ کے نزدیک قدر ومنزلت کے اعتبار سے سب سے بدترین انسان ہے جس کی شرانگیزی سے بچنے کے لئے لوگ اسے چھوڑیں'' (صحیح بخاری:٦٠٣٢) یعنی لوگ اس کی شرارتوں سے بچنے کے لئے کنارہ کشی اختیار کرنے لگیں۔ آج معاشرہ میں ایسے لوگوں کی کمی نہیں ہے زبان کی ایک بہت بڑی آفت غیبت وچغل خوری ہے۔

غیبت وچغل خوری

حدیث میں غیبت کی تعریف کچھ اس طرح سے بیان کی گئی ہے: ایک دفعہ صحابہ کرام سے رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جمہیں معلوم ہے کہ غیبت کسے کہتے ہیں؟ صحابہ نے فرمایا: اللہ اور اس کے رسول ہی بہتر جانتے ہیں! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غیبت کی تعریف بیان فرمائی، اپنے بھائی کا ذکر اس طرح سے کرنا کہ اگر وہ سنے تو ناپسں کرے، پوچھا گیا: کہ جو بات ہم کہہ رہے ہیں وہ کمزوری حقیقت میں اس بھائی کے اندر موجود ہو تب بھی یہ غیبت ہے؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کمی اس میں ہے اس کا ذکر کرنا ہی تو غیبت ہے اور تم نے اگر وہ بات کہی ہے جو اس کے اندر نہیں ہے تو تم نے اپنے بھائی پر بہتان تراشی کی ہے۔'' (صحیح مسلم :٥٢٨٩) لہذا کسی کے بارے میں معمولی کلمہ بھی مطلقاً غیبت میں داخل اور حرام فعل ہے، کسی شخص کی ذات کے بارے میں ذکر کیا جائے یا اس کے اخلاق وکردار، دین وایمان، مال واولاد، بیوی بے، بزنس وتجارت، چال ڈھال، خلقی وخلقی اوصاف کے متعلق ذکر کیا جائے اس پر مستزاد یہ کہ ہاتھ، سر، آنکھ وغیرہ کے اشارے سے کیا جائے یا زبان سے، یہ ساری حرکتیں غیبت میں داخل ہیں۔ الا یہ کہ اس کا کہنا کسی شرعی حکم اور ضرورت کے مطابق ہو۔

اسی بارے میں ایمان والوں سے اللہ کا ارشاد ہے ''اے ایمان والو! بہت زیادہ بدگمانیوں سے بچو، یقین مانو کہ بعض بدگمانیاں گناہ ہیں اور بھید نہ ٹٹولا کرو اور نہ تم میں سے کوئی کسی کی غیبت کرے کیا تم میں سے کوئی بھی اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا پسند کرتا ہے؟ تم کو اس سے گھن آئے گی اور اللہ سے ڈرتے رہو، بے شک اللہ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے'' (الحجرات:١٢)

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی زبان کی حفاظت کرنے اور اس کے شر وفساد سے بچنے کی توفیق نصیب فرمائے ،مولائے کریم ہم سے وہ کام لے جو اس کی رضا کا باعث ہو۔

Phulwari Fashion Bazar
THE LADIES GARMENSTS SHOP
Deals in: Kurti, Top, Plazo, Legins, Jeans, Night wear, Nighty, Sharara, Gharara, Naqab, Stall and all western outfits
WHOLE SALE & RETAIL
Prop: MD ZEESHAN ALAM Cntact No: 7488734192,7979726766,9693698733
S.R. PALACE SHOP NO-11, BEHIND PHULWARI BAZAR
OPP-ISLAMIA B.ED. COLLEGE, PHULWARI SHARIF, PATNA-801505

Scanned with CamScanner

حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانی - ایک عظیم شخصیت

مفتی محمد عمران قاسمی استاذ و نائب مفتی دار العلوم وقف دیو بند

اللہ رب العزت نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا ہے اور ساتھ ہی بے شمار اوصاف وخصوصیات سے بھی نوازا، انہی اوصاف میں ایک عجیب وصف یہ بھی ہے کہ جب انسان اپنے آپ کو انحطاط وتنزلی کی طرف لے جائے تو اس حد تک گر جاتا ہے کہ حقیر وذلیل مخلوق بھی اس سے پناہ مانگنے پر مجبور ہو جاتی ہے اور اگر اخلاقی ترقی کی راہ پر گامزن ہو تو فرشتوں کو بھی مات دے دے۔ اس جہاں میں انبیا علیہم السلام کا مقام تو منفرد ہے جہاں کسی بھی انسانی گروہ کی رسائی نہیں ہو سکتی ہے ہاں انبیاء کی جماعت کے علاوہ بہت سے افراد ایسے بھی گزرے ہیں جنہوں نے اپنے علم وعمل، فہم وفراست، زہد وتقوی، اخلاق و عادات اور تجربات ومشاہدات کے ذریعہ شریعت وطریقت میں اور اسی طرح سیاست میں اپنے اعمال وعادات، اخلاق وکردار کے ایسے نقوش ثبت کئے ہیں کہ رفیق کے ساتھ رقیب بھی معترف ومدح خوانی کرنے پر مجبور ہوئے۔ ماضی بعید تو ایسی شخصیات سے لبریز ہے مگر ماضی قریب میں بھی ایسی شخصیتیں اس دار فانی سے دار بقا کی جانب محو رحلت ہوئی ہیں جو دور قدیم کی ان کامیاب نفوس کی عکاس معلوم ہوتی ہیں جن کی صحبتیں ہمیں قلبی سکون مہیا کرتی ہیں مگر افسوس وہ نفوس قدسیہ بھی ایک ایک کر کے ہمیں داغ مفارقت دے رہی ہیں اور ایسا خلا پیدا ہو رہا ہے کہ شاید اب اس کا پر ہونا ممکن نہیں ہے۔

کورونا کے اس مہلک وبا میں جو علمی وعبقری شخصیات ہم سے رخصت ہوئیں ان میں ایک اہم نام اور مشہور ومعروف افراد کی جماعت میں ایک قابل ذکر شخصیت عالی مرتبت، امیر شریعت بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ سرپرست خانقاہ رحمانی مونگیر، جنرل سکریٹری آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ مفکر اسلام حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانی صاحبؒ کی ذات گرامی ہے۔ جن کی رحلت ایک بہت بڑے حلقے بلکہ پورے مسلمانان ہند کے لیے ایک گہرا صدمہ ہے۔

حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانی صاحب کی شخصیت موجودہ دور کی تمام علمی حلقوں میں حتی کہ مذہبی اور سیاسی حلقوں میں بھی بہت نمایاں رہی ہے، انہوں نے تعلیم وتربیت کے میدان میں بہت سے نمایاں کام انجام دیے، ان کی سیاسی بصیرت کے سبھی معترف تھے، وہ حکومت بہار کی سیاست میں سرگرم رہ چکے ہیں اور بہار قانون ساز کونسل کے رکن رہے۔ ان کے اندر اللہ تعالی نے جرأت واستقامت کی عظیم دولت سے عطا کی تھی، آپ ہمیشہ حکومت وقت سے دوٹوک انداز میں بات کرتے تھے۔ امارت شرعیہ بہار کے پلیٹ فارم سے انہوں نے بڑا عظیم کارنامہ انجام دیا، دار القضاء کا پورے بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ میں جال بچھایا جس سے اہل بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ مستفید ہو رہے ہیں، مسلم پرسنل لا بورڈ کے جنرل سکریٹری کی حیثیت سے انہوں نے پورے ملک کی خدمت کی، اصلاح معاشرہ کے ذریعہ پورے ملک کے دورے کیے، بابری مسجد کیس میں ناگزیر جدوجہد کی اور تین طلاق کے موقع پر پورے ملک میں دستخطی مہم چلائی اور سیاسی رہنماؤں سے بات کر کے حتی الامکان کامیاب نمائندگی کی۔ اللہ تعالی حضرت مولانا کو جوار رحمت نصیب فرمائے اور متعلقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

فیس بک کا نام بدل کر ہوا میٹا

سوشل میڈیا کی بڑی عالمی کمپنی فیس بک نے اپنا نام تبدیل کر کے ''میٹا'' (Meta) رکھنے کا اعلان کیا ہے۔ اس کا مقصد جہاں کمپنی کی از سر نو برانڈنگ ہے وہیں ''میٹاورس'' کی ترقی کی جانب عوام کی توجہ کو بھی مبذول کرانا ہے۔ کمپنی کے سی ای او مارک زکر برگ نے ۲۸/اکتوبر کو اس کا اعلان کرتے ہوئے کہا ''اب ہم میٹاورس فرسٹ بن رہے ہیں، فیس بک فرسٹ نہیں۔'' فیس بک کے بانی ۳۷/سالہ مارک زکر برگ گزشتہ برس بیشتر اوقات اس بنیادی نکتے پر بات چیت کرتے رہے تھے۔ ان کا کہنا تھا کہ انہیں امید ہے کہ لوگ ایک دن فیس بک کو ایک سوشل نیٹ ورک سے زیادہ ''میٹاورس کمپنی'' کے طور پر جانیں گے۔ زکر برگ میٹاورس کی تعریف میں اسے انٹرنیٹ کی ''نیکسٹ جنریشن'' کے طور پر پیش کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ ایک ایسا ورچوئل ماحول پیش کرے گا جہاں لوگوں کو ڈیجیٹل ورلڈ میں ہونے کے باوجود حقیقت میں ایک دوسرے کے ساتھ موجود رہنے کا احساس ہوگا۔ مارک زکر برگ کا کہنا ہے کہ موجودہ برانڈ ممکنہ طور پر ہر اس چیز کی نمائندگی نہیں کر سکتا جو ہم آج کر رہے ہیں۔ اسی لیے ہمیں اپنے کام کو پوری طرح دنیا کے سامنے لانے کے لیے ایک نئے کمپنی برانڈ کو اپنانے کی ضرورت ہے۔ واضح رہے کہ فیس بک نے اپنا کارپوریٹ نام بدلا ہے اور فیس بک، انسٹاگرام اور واٹس ایپ جیسے کمپنی کے ذیلی پلیٹ فارمز میں اس سے فی الوقت کوئی تبدیلی نہیں آئے گی۔

میٹاورس کیا ہے؟ میٹاورس ایک ایسی تکنیک ہے جس کے تحت انسان ڈیجیٹل ورلڈ میں ورچوئلی داخل ہو سکتا ہے۔ ماہرین کے مطابق لوگوں کو یہ محسوس ہوگا کہ آپ جس سے بات کر رہے ہیں وہ آپ کے سامنے موجود ہے، جبکہ درحقیقت دونوں افراد میلوں دور بیٹھے ہوں گے اور وہ صرف انٹرنیٹ کے ذریعہ ایک دوسرے سے مربوط ہوں گے۔ مارک زکر برگ کا کہنا ہے کہ میٹاورس کے اندر، آپ تفریح کر سکیں گے، دوستوں کے ساتھ گیمز کھیلنے، کام کرنے کے ساتھ ہی اور بہت کچھ کرنے کے قابل ہو جائیں گے۔ بنیادی طور پر آپ وہ سب کچھ کرنے کے قابل ہو جائیں گے جو آپ آج انٹرنیٹ پر کر سکتے ہیں۔ میٹاورس کو مستقبل کا انٹرنیٹ قرار دیا جا رہا ہے، جو حقیقی اور ورچوئل کے درمیان کے فاصلوں کو ختم کر دے گا، اس کے کئی تجربات بھی ہو چکے ہیں، کئی دوسری کمپنیاں بھی میٹاورس کی دنیا میں قدم آگے بڑھا رہی ہیں۔ فیس بک نے اپنی ایک بلاگ پوسٹ میں کہا تھا کہ میٹاورس پر کسی ایک کمپنی کی اجارہ داری نہیں ہوگی اور یہ انٹرنیٹ کی طرح ہر ایک کے لیے دستیاب ہوگا۔

فیس بک کی نئی برانڈنگ کی کوشش: فیس بک نے اپنا نام بدل کر ''میٹاورس'' کرنے کا اعلان ایسے وقت کیا ہے جب کمپنی کئی طرح کے پیچیدہ مسائل سے دوچار ہے۔ حال ہی میں فیس بک کی سروسز کئی مرتبہ متاثر ہوئیں، اس کی سروسز کئی گھنٹوں تک بند رہیں، جبکہ مختلف ممالک میں اس کے بڑھتے ہوئے اثرات پر کنٹرول کرنے کے مطالبات بھی تیز ہو رہے ہیں، اس کے سابق ملازمین نے بعض ایسے الزامات عائد کیے ہیں جن سے فیس بک کی امیج کو بری طرح نقصان پہنچا ہے۔ حال ہی میں فیس بک کی ایک سابق ملازمہ فرانسس ہاؤگن نے بعض دستاویزات کا افشا کرتے ہوئے ایک انٹرویو میں کہا تھا کہ فیس بک معاشرتی نقصانات سے بخوبی آگہی رکھنے کے باوجود مالی منفعت کو ترجیح وفوقیت دینے کا سلسلہ جاری رکھے ہوئے ہے۔ ماہرین کا کہنا ہے کہ گزشتہ ماہ ایک رپورٹ سے ایسے اشارے ملے تھے کہ کہ میٹاورس کے اعلان کے ذریعے فیس بک اپنی شبیہ کو درست کرنے کی کوشش کرے گا۔ اس اقدام سے نئی ملازمتوں کے مواقع بھی پیدا ہوں گے۔ گزشتہ ہفتے فیس بک نے اعلان کیا تھا کہ کمپنی ''میٹاورس'' کے نام سے ایک نئی ورچوئل ریالیٹی ورژن تیار کرنے کے لیے دس ہزار افراد کی خدمات حاصل کرے گی۔ (بحوالہ ڈی ڈبلیو ڈاٹ کام)

نقیب کے خریداروں سے گذارش

اگر اوپر دائرہ میں سرخ نشان ہے، تو اس کا مطلب ہے کہ آپ کی خریداری کی مدت ختم ہوگئی ہے۔ براہ کرم فوراً آئندہ کے لیے سالانہ زر تعاون ارسال فرمائیں، اور منی آرڈر کوپن پر اپنا خریداری نمبر ضرور لکھیں، موبائل یا فون نمبر اور پتے کے ساتھ پن کوڈ بھی لکھیں۔ مندرجہ ذیل اکاؤنٹ نمبر پر ڈائرکٹ بھی سالانہ یا ششماہی زر تعاون اور بقایہ جات بھیج سکتے ہیں، رقم بھیج کر درج ذیل موبائل نمبر پر خبر کر دیں۔

A/C Name: THE NAQUEEB, A/C No: 10331726168

Bank: SBI, Branch J.C. Road, Patna, IFSC Code: SBIN0001233

رابطہ اور واٹس اپ نمبر Mobile: 9576507798

نقیب کے شائقین کے لئے خوشخبری ہے کہ آپ نقیب کے آفیشل ویب سائٹ www.imaratshariah.com پر بھی لاگ ان کر کے نقیب سے استفادہ کر سکتے ہیں۔

(منیجر نقیب)

اعـــلان مفقـــود الخبـــری

معاملہ نمبر ۱۴۸/۱۴۲۵/۱۴۴۲ھ

(متدائرہ دار القضاء امارت شرعیہ گاچھی ٹولہ ارریہ)

صابرین بنت عزیز مقام گھاٹ ٹولہ بیلوا وارڈ نمبر ۸، ڈاکخانہ گیاری ضلع ارریہ۔ فریق اول

بنام

ابوذر ولد تبریز مرحوم مقام گیاری وارڈ نمبر ۵، ڈاکخانہ گیاری ضلع ارریہ۔ فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف دار القضاء امارت شرعیہ گاچھی ٹولہ ارریہ میں ایک عرصہ سے غائب ولا پتہ ہونے، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کیے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۲۲/نومبر ۲۰۲۱ء مطابق ۱۶/ربیع الآخر ۱۴۴۳ھ روز سوموار بوقت ۹/بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جا سکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت۔

معاملہ نمبر ۱/۱۶۱۲/۱۴۴۳ھ

(متدائرہ دار القضاء امارت شرعیہ گواپوکھر بھوارہ مدھوبنی)

رجنی خاتون بنت محمد انوار الحق مقام ململ ڈاکخانہ ململ تھانہ کلواہی ضلع مدھوبنی۔ فریق اول

بنام

محمد قاسم ولد محمد ظہیر مقام وڈاکخانہ کھاجے ڈیہہ تھانہ ولدینا ضلع مدھوبنی۔ فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف دار القضاء امارت شرعیہ گواپوکھر بھوارہ مدھوبنی میں عرصہ ۷/ماہ سے غائب ولا پتہ ہونے، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کیے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۱۷/ربیع الآخر ۱۴۴۳ھ مطابق ۲۳/نومبر ۲۰۲۱ء روز منگل بوقت ۹/بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جا سکتا ہے۔ فقط۔

مدرسہ دارالعلوم رحیمیہ

زیر اہتمام: علی ایجوکیشنل اینڈ ویلفیئر ٹرسٹ

یکتا نگر بنگواں لوہا گاڑا ہاٹ بہادر گنج ضلع کشن گنج بہار 855101

اپیل برائے تعاون

مدرسہ ھذا ایک خالص دینی تعلیمی ادارہ ہے جو کئی سالوں سے علاقہ کے غریب ومفلس بچے اور بچیوں کو تعلیم وتربیت سے آراستہ کرنے میں سرگرم عمل ہے، مدرسہ ھذا میں شعبہ حفظ وناظرہ اور عربی اول تک کی عمدہ تعلیم وتربیت کے ساتھ ساتھ عصری تعلیم کا بھی اچھا نظم ہے غریب ونادار طلبہ کی تعلیم ورہائش کا انتظام مفت میں مدرسہ کی طرف سے ہے۔

مدرسہ ھذا میں 162 طلبہ وطالبات زیر تعلیم ہیں جن میں سے 125 طلبہ دار الاقامہ میں مقیم ہیں، 6 اساتذہ اور 2 ملازم خدمت انجام دے رہے ہیں، 13 نومبر 2021 سے قبل ہی مدرسہ کی چھت کی ڈھلائی ہوتی ہے جس پر تقریباً 7 لاکھ روپے کا صرفہ ہے، لہٰذا اہل خیر حضرات سے درخواست ہے کہ زیادہ سے زیادہ تعاون فرمائیں۔

Name:. Ali Educational And Welfare Trust, A/c No:10200004591058

Ifsc: BDBL0001182, Google pay. 9324088425

(ناظم مدرسہ: سالک انور نوازی قاسمی)

رابطہ: 9162741554/9324088425

Scanned with CamScanner

طب وسائنس

ڈینگووائرس؛ علامات اور علاج

طبی ماہرین کے مطابق ڈینگو کے مرض سے بچاؤ کے لیے سب سے اہم چیز یہ ہے کہ کسی بھی جگہ پانی جمع نہ ہونے دیا جائے۔عام لوگوں کی توجہ صرف گندے پانی کی جانب جاتی ہے لیکن اس مرض کو پھیلانے میں اہم ترین کردار صاف پانی ادا کرتا ہے اور مچھر دانیوں اور اسپرے کا استعمال لازمی ہے کیوں کہ ایک مرتبہ یہ مرض ہوجائے تو اس وائرس کو جسم سے ختم ہونے میں دو سے تین ہفتوں تک کا وقت لگ سکتا ہے۔بارش کے بعد اکثر گھروں کے آس پاس یا لان،صحن وغیرہ میں پانی جمع ہو تو اسے فوراً نکال کر وہاں اسپرے کرنے سے ڈینگو سے بچاؤ ممکن ہے۔صفائی کو قائم رکھ کر اگر مچھروں کی افزائش کا ماحول ہی ختم کردیا جائے تو اس مرض کا خاتمہ ممکن ہے اور ترقی یافتہ بہت سے ممالک نے اس طرح اس مرض پر قابو پایا ہے۔

ڈینگو بخار کی علامات

اس مرض کی علامات میں تیز بخار کے ساتھ جسم خصوصاً کمر اور ٹانگوں میں درد اور شدید سر میں درد ہوتا ہے۔بخار کے دوران ڈینگو کے مریض پر غنودگی طاری ہوسکتی ہے اور ساتھ ہی اسے سانس لینے میں دشواری کا سامنا بھی ہوسکتا ہے۔ ڈینگو کا وائرس خون کے بہاؤ اور دل کی دھڑکن کو بھی متاثر کرتا ہے اور اس سے فشار خون یعنی بلڈ پریشر اور دل کی دھڑکن بھی متاثر ہوسکتی ہے۔

اس کے علاوہ مریض کو متلی اور قے کی شکایت ہوتی ہے جسم پر سرخ نشان پڑجاتے ہیں اور اس کے مسوڑھوں یا ناک سے خون بھی آسکتا ہے یہ بیماری خون کے سفید خلیات پر حملہ کرتی اور انہیں آہستہ آہستہ ناکارہ کرنے لگتی ہے۔جوڑوں میں درد ہوتا ہے۔اس مرض میں مریض کے پٹھوں اور جوڑوں میں نہایت شدید درد کا سامنا ہوتا ہے یہ درد خاص طور پر کمر اور ٹانگوں میں ہوتا ہے۔ڈینگو بخار کے ابتدائی مرحلے میں جلد پر خراشیں بھی پڑجاتی ہیں اور جلد کھردری ہوکر اترنے لگتی ہے۔جب ڈینگو بخار اپنی شدت کو پہنچ جاتا ہے تو مریض کی ناک اور مسوڑھوں سے خون بہنے لگتا ہے۔ڈینگو کا مرض مچھر کے ذریعے مریض سے کسی بھی دوسرے شخص کو منتقل ہوسکتا ہے۔

طبی ماہرین کہتے ہیں کہ مرض میں مبتلا مریضوں کے خون میں پلیٹ لیٹس کی تعداد 50 ہزار سے کم ہوتی ہے اور آنکھوں کے عقب میں درد، سوجی ہوئی لمف نوڈس اور دانے نکل آتے ہیں۔کچھ متاثرہ افراد میں ہوسکتا ہے ظاہری علامات فروغ نہ پائیں اور بعض لوگوں میں ہوسکتا ہے ہلکی سی علامات ہوں جیسا کہ بخار مثلاً بچوں میں سرخ دانوں کے ساتھ ایک ہلکی غیر مخصوص بخار کی بیماری ظاہر ہوسکتی ہے۔

پہلے انفیکشن کی علامات عموماً ہلکی ہوتی ہیں ایک بار ٹھیک ہوجانے کے بعد اس ڈینگو وائرس کی سیروٹائپ کے خلاف زندگی بھر کے لیے امیونٹی یا قوت مدافعت پیدا ہوجاتی ہے تاہم بحالی کے بعد دیگر تین سیروٹائپس کے خلاف کراس، امیونٹی محض جزوی اور عارضی طور پر ہے۔شدید ڈینگو وائرس کی دوسری سیروٹائپس کے ساتھ بعد میں انفیکشنز ہونے کا امکان ہے۔

شدید ڈینگو

ڈینگو بخار کے خلاف ایک سنگین اور ممکنہ طور پر مہلک پیچیدگی ہے ابتدائی طور پر خصوصیات میں تیز بخار شامل ہے جو 2 سے 7 دنوں تک ہوسکتا ہے۔41-40 سینٹی گریڈ۔ڈینگو سے چہرہ زرد پڑتا ہے اور دیگر غیر مخصوص جسمانی علامات ہوتی ہیں بعد میں انتہائی علامات جیسے شدید پیٹ میں درد، مسلسل الٹیاں، تیزی سے سانس لینا، تھکاوٹ، بے آرامی اور خون بہنے کا رجحان مثلاً جلدی خراشیں، ناک یا مسوڑوں سے خون کا آنا اور ممکنہ طور پر داخلی خون کا بہنا ہوسکتا ہے۔سنگین معاملات میں یہ خون کی گردش میں ناکامی، صدمہ اور موت کا واقع ہونا۔

انتقال مرض

ڈینگو بخار میں انسانوں میں مادہ ایڈیس مچھروں کے کاٹنے کے ذریعے منتقل ہوتا ہے جب ڈینگو بخار میں مبتلا ایک مریض کو ایک ویکٹر مچھر کاٹتا ہے تو وہ مچھر بھی متاثر ہوجاتا ہے اور وہ دوسرے لوگوں کو کاٹ کر ان کو بھی متاثر کردیتا ہے یہ مرض انسان سے انسان میں براہ راست نہیں پھیلتا ہے۔یاد رہے کہ انکیوبیشن مدت 3-14 دن یا 4-7 دن ہوتی ہے۔

بچاؤ کیسے ممکن ہے ؟

احتیاطی اقدامات میں کھڑے پانی کے ذخیروں کو ختم کرنا ہے جو کہ مچھروں کے لیے افزائش گاہ کے طور پر کام کرتے ہیں۔اور مچھر کے کاٹنے سے بچنا۔

مچھر کے پھیلاؤ کو روکنے کے اقدامات

☆ کھڑے پانی کو جمع نہ ہونے دیں۔☆ گل دانوں میں ہفتے میں ایک بار پانی تبدیل کریں۔☆ پھولوں کے گملوں کے نیچے طشتریوں کے استعمال سے گریز کریں۔☆ پانی کے کنٹینرز کو مضبوطی سے بند کریں) پانی کو ڈھانک کر رکھیں(☆ یقینی بنائیں کہ ایئر کنڈیشنر کی ٹریز کھڑے پانی سے پاک ہیں۔☆ تمام استعمال کردہ کینز اور بوتلوں کو ڈھانپی ہوئی ڈسٹ بنز میں ڈالیں۔☆ صفائی کو قائم رکھ کر اس مرض کا خاتمہ ممکن بنایا جاسکتا ہے۔

ڈینگو ہونے کے بعد کیا کریں؟

مریض کو زیادہ سے زیادہ آرام کرنا چاہیے۔☆ مریض کو پانی بہت زیادہ پینا چاہیے اور پانی کے علاوہ پھلوں کے جوس اور او آر ایس وغیرہ کا استعمال کرسکتے ہیں تاہم ڈرنک کا استعمال نہ کریں۔☆ خون پتلی کرنے والی ادویات کا استعمال کرنا چاہیے۔☆ مریض کو سی بی سی اور ایف بی سی سے ٹیسٹ دہرانے چاہئیں۔☆ پپیتے کا جوس ڈینگو کا علاج ہے کیونکہ ڈینگو کے مریض کو پانی اور جوس زیادہ پینے کو کہا جاتا ہے اس سے پپیتے کے جوس کا استعمال جسم میں پانی کی ایک مخصوص مقدار کو برقرار رکھنے میں بہت مدد کرتا ہے۔ڈینگو زندگی میں صرف ایک بار ہوتا ہے یہ غلط ہے۔ڈینگو کی 4 مختلف اقسام ہیں لیکن یہ سچ ہے کہ اگر کسی کو ایک قسم کا ڈینگو وائرس کا حملہ ہوا ہو تو اس بات کا امکان ہے کہ دوبارہ اس کو اس قسم کے وائرس کا حملہ نہیں ہوگا لیکن باقی 3 اقسام کے وائرس کا حملہ ہوسکتا ہے۔

ہفتۂ رفتہ

راشد العزیری ندوی

حکومت کی بے حسی پر سپریم کورٹ کی پھٹکار

سپریم کورٹ نے صارفین کے شکایت کے ازالے کے لیے قائم کمیشنوں اور کمیٹیوں میں بڑی تعداد میں خالی آسامیوں پر تقرریاں کرنے کی بار بار ہدایات دینے کے باوجود انہیں نہ بھرنے پر ریاستی اور مرکزی حکومتوں کو ایک بار پھر سرزنش کرتے ہوئے کہا کہ اگر وہ ان کمیشنوں اور اداروں کو چلانا نہیں چاہتے ہیں، تو پھر انہیں بند کردینا چاہیے۔جسٹس ایس کے کول اور جسٹس ایم ایم سندریش کی بنچ نے کہا کہ یہ ایک بدقسمت صورتحال ہے کہ بار بار کے احکامات کے باوجود حکومت خالی آسامیوں کو پُر کرنے میں دلچسپی نہیں لے رہی ہے۔بنچ نے کہا کہ ہمارے لیے حکومت کو تقرریوں کے احکامات دینے میں بہت زیادہ توانائی درکار ہوتی ہے۔یہ کوئی خوشگوار صورتحال نہیں ہے۔عدالت عظمیٰ نے کہا کہ خالی اسامیوں کو پُر کرنے کی درخواستوں پر حکومتوں کو بار بار حکم دینا بدقسمتی کی صورتحال ہے۔ایسا نہیں ہونا چاہیے۔قابل ذکر ہے کہ چیف جسٹس این وی رمن کی سربراہی میں بنچ نے بھی ان تقرریوں کے حوالے سے حکومتوں کی بے حسی پر ان کی سرزنش کی تھی۔

فیض آباد ریلوے اسٹیشن ہوگیا اجودھیا کینٹ

اترپردیش کے وزیر اعلیٰ یوگی آدتیہ ناتھ نے مرکزی حکومت کو فیض آباد ریلوے جنکشن کا نام ایودھیا کینٹ رکھنے کی سفارش بھیجی ہے۔وزیر اعلیٰ کے دفتر (سی ایم او) نے ٹویٹ کرکے یہ اطلاع دی جس میں کہا گیا ہے، یوپی سی ایم یوگی آدتیہ ناتھ نے فیض آباد ریلوے جنکشن کا نام بدل کر اجودھیا کینٹ رکھنے کا فیصلہ کیا ہے۔غور طلب ہے کہ کسی بھی ریلوے اسٹیشن کے نام کی سفارش ریاستی حکومت کرتی ہے۔اب مرکزی وزارت داخلہ کا کام ہے کہ وہ ریاستی حکومت کی سفارش پر فیصلہ کرے اور اسے ریلوے کو مطلع کرے، جس کے بعد ریلوے اسٹیشن کا نام تبدیل کیا جائے گا۔

بچوں کی نشوونما کے لیے ترجیحات میں تبدیلی ضروری: سیسودیا

دہلی کے نائب وزیر اعلی اور وزیر تعلیم منیش سیسودیا نے بچوں کی نشوونما میں موجودہ روایات، طریقوں اور رکاوٹوں پر دوبارہ غور کرنے پر زور دیا ہے۔انہوں نے انڈیا اسلامک کلچرل سینٹر میں دہلی کمیشن برائے تحفظ اطفال کے پہلے جریدے "چلڈرن فرسٹ: جرنل آن چلڈرنز لائیوز" کے اجراء کے موقع پر خطاب کرتے ہوئے کہا کہ بچوں کی بہتر نشوونما کے لیے انہیں ماحول فراہم کرنے کی ضرورت ہے نہ کہ چیزوں کو مسلط کرنے کی۔اس جریدہ سے لوگوں میں شعور کو فروغ ملے گا اور سماجی انقلاب لانے میں معاون ثابت ہوگا، جس سے بچے ان پرانی روایات کو بدل سکیں گے جو ان کی ترقی میں رکاوٹ ہیں۔

سابق صدرالمدرسین مدرسہ رحیمیہ گاڑھا مولانا محمد حنیف قاسمی کا انتقال

مدرسہ رحیمیہ گاڑھا مدھے پورہ کے سابق صدرالمدرسین، امارت شرعیہ کے رکن شوریٰ اور کئی اداروں کے سرپرست مشہور عالم دین حضرت مولانا محمد حنیف صاحب قاسمی ۲۵ر اکتوبر ۲۰۲۱ء کو رحلت کرگئے اناللہ وانا الیہ راجعون!

حضرت مولانا کا شمار ہندوستان کے بڑے علماء میں ہوتا تھا ان کے شاگرد بڑی تعداد میں پوری دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں اور دین کی خدمات انجام دے رہے ہیں مولانا نے ایک عرصہ تک مدرسہ رحیمیہ گاڑھا میں اپنی خدمات انجام دی، مولانا رحمۃ اللہ علیہ تقریباً چھ مہینوں سے بستر علالت پر تھے، درمیان میں طبیعت بہتر ہوئی تھی لیکن اچانک ان کا انتقال ہوگیا، اللہ تعالی مولانا کے درجات کو بلند فرمائے اور جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔قارئین نقیب سے دعاء مغفرت کی درخواست ہے۔

نیٹ یوجی امتحان میں شرکت کرنے والے 16 لاکھ سے زیادہ طلبہ کے نتائج کے اعلان کا راستہ صاف

سپریم کورٹ نے نیٹ۔یوجی امتحان میں شرکت کرنے والے سولہ لاکھ سے زیادہ طلبہ کے نتائج کے اعلان کا راستہ صاف ہوگیا ہے۔عدالت نے دونوں امیدواروں کے نتائج کے اجراء پر روک لگانے کے بامبے ہائی کورٹ کے حکم پر روک لگادی ہے۔

سپریم کورٹ نے حال ہی میں بامبے ہائی کورٹ کے حکم پر روک لگا کر نیشنل ٹیسٹنگ ایجنسی (این ٹی اے) کے لیے قومی اہلیت داخلہ ٹیسٹ نیٹ۔یوجی کے نتائج کا اعلان کرنے کا راستہ صاف کردیا ہے۔واضح رہے کہ حال ہی میں بامبے ہائی کورٹ نے این ٹی اے کو دو گریجویٹ میڈیکل امیدواروں کے لیے دوبارہ امتحان کرانے کی ہدایت دی تھی۔بامبے ہائی کورٹ نے حکم میں کہا تھا کہ این ای ای ٹی کا امتحان دو طالب علموں ویشنوی بھوپالی اور ابھیشیک شیواجی کے لیے کرایا جائے، جنہوں نے الزام لگایا تھا کہ انہیں غلط سیریل نمبروں کے ساتھ سوالیہ پرچے اور جوابی پرچے دیے گئے تھے۔

اس کے بعد مرکز نے بامبے ہائی کورٹ کے حکم کے خلاف سپریم کورٹ کا رخ کیا، جس میں کہا گیا تھا کہ این ٹی اے نتیجہ کے تیار ہونے پر بھی نتیجہ کا اعلان نہیں کرسکتا۔مرکزی حکومت نے اپنی اپیل میں کہا ہے کہ این ای ای ٹی کے نتائج میں تاخیر سے انڈر گریجویٹ میڈیکل داخلوں پر اثر پڑے گا۔

Volume:61/71,Issue:43 R.N.I.N. Delhi Regd. No.BIHURD/4136/61Printed & Published by Sohail Ahmad Nadwi, on behalf of Imarat Shariah Phulwari Sharif, Patna, Printed at Azimabad Printers, R.C.F./105, Ground Floor, B.H. Colony, Bhootnath Road, Kankarbagh, Patna-800026 and Published from Naqueeb Office Imarat Shariah, Phulwari Sharif, Patna-801505, Editior: (Mufti) Mohammad Sanaul Hoda (Quasmi)

Scanned with CamScanner

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT SHARIAH
BIHAR ODISHA & JHARKHAND
NAQUEEB WEEKLY
PHULWARI SHARIF, PATNA-801505
SSPOS PATNA Regd.No.PT 14-6-21-23
R.N.I.N.Delhi,Regd No-BIHURD/4136/61

ایسی ہوا بھی کہ ہے چاروں طرف فساد
جز سایۂ خدا کہیں دارالاماں نہیں
(شیخ ظہورالدین حاتم)

بھارت میں خودکشی کے دن بدن بڑھتے واقعات؛ کیا ہے وجہ

بھارت میں حکومتی ادارے ''نیشنل کرائم ریکارڈز بیورو'' (این سی آر بی) نے جونئی رپورٹ جاری کی ہے، اس کے مطابق 2019 کے مقابلے میں 2020 میں خودکشیوں سے ہونے والی اموات میں دس فیصد کا ریکارڈ اضافہ ہوا ہے۔ حکومتی اعداد وشمار کے مطابق 1967 کے بعد پہلی بار خودکشی کے ذریعے اموات میں اتنا بڑا اضافہ درج کیا گیا ہے۔ این سی آر بی مرکزی وزارت داخلہ کے تحت کام کرنے والا ادارہ ہے، جو سالانہ جرائم، حادثات اور خودکشی سے ہونے والی اموات کا ریکارڈ رکھنے کے ساتھ ہی اس کے اعداد وشمار بھی جاری کرتا ہے۔ نئی رپورٹ میں جنوری 2020 سے دسمبر کے دوران ہونے والی خودکشیوں کے اعداد وشمار ہیں۔ اس رپورٹ کے مطابق گزشتہ برس جہاں خودکشی سے ہونے والی اموات میں دس فیصد کا اضافہ ہوا، وہیں سڑک پر ہونے والے حادثات میں ہونے والی اموات میں تقریباً گیارہ فیصد کی کمی بھی درج کی گئی، کیونکہ ملک گیر سطح پر مہینوں کے لاک ڈاؤن سے جہاں شہروں میں ٹریفک برائے نام تھا، وہیں نقل وحمل کے دیگر ذرائع بھی تقریباً بند پڑے تھے۔

سب سے زیادہ کون لوگ متاثر ہوئے؟

نئی رپورٹ 28 اکتوبر 2021 جمعرات کی شام کو جاری کی گئی ہے، جس کے مطابق خودکشی کر کے اپنی جان لینے والوں میں طلبہ، مزدوروں، چھوٹے کاروباری افراد اور بے روزگار افراد کی یومیہ تعداد میں پہلے کے مقابلے کافی اضافہ ہوا ہے۔ یہ اس بات کا بھی مظہر ہے کہ کورونا جیسی عالمی وبا اور اس کے سدباب کے لیے اٹھائے گئے اقدام نے بھارتی شہریوں پر کس طرح کے منفی اثرات مرتب کیے ہیں۔

اس رپورٹ کے مطابق گزشتہ برس طلبہ کی خودکشی سے ہونے والی اموات میں اکیس فیصد سے بھی زیادہ کا اضافہ دیکھا گیا ہے، جبکہ بے روزگار ملازمین میں ساڑھے سولہ فیصد اور مزدوروں میں یومیہ ساڑھے پندرہ فیصد سے بھی زیادہ کا اضافہ درج کیا گیا۔ کسانوں اور زرعی شعبے میں کام کرنے والے مزدوروں میں بھی خودکشی کے زیادہ تر واقعات کا رجحان برقرار رہا ہے اور ادارے کی رپورٹ کے مطابق، 2020 میں کاشتکاری سے وابستہ دس ہزار چھ سو ستہتر (10,677) افراد نے اپنی جانیں لے لیں، جبکہ گزشتہ برس یہ تعداد دس ہزار دو سو اکیاسی (10,281) تھی۔

مجموعی صورت حال:

بھارت میں سرکاری اعداد وشمار کے مطابق گزشتہ برس کل ایک لاکھ ترپن ہزار باون (1,53,052) لوگوں نے خودکشی کر کے اپنی جان لی۔ یعنی ہر روز تقریباً چار سو افراد نے خودکشی کی۔ 1967 کے بعد پہلی بار بھارت میں ایک برس کے دوران اتنی بڑی تعداد میں خودکشیاں ہوئی ہیں۔ حالانکہ یہ وہ تعداد ہے جسے محکمہ پولیس نے خودکشی قرار دیا، اور پھر حکومتی اداروں نے بھی اسے تسلیم کر کے درج کر لیا، ورنہ ایک بڑی تعداد تو بغیر رپورٹ کے ہی رہ جاتی ہے۔

گزشتہ برس مردوں کی خودکشیوں کی کل تعداد میں سے سب سے زیادہ اموات روزانہ اجرت پر کمانے والے مزدوروں کی تھیں، کل تینتیس ہزار ایک سو چونسٹھ (33,164) مزدوروں نے خودکشی کر کے اپنی جان لے لی۔ اس کے بعد خود کا اپنا کام کرنے والے افراد کی تعداد پندرہ ہزار تین سو بہتر (15,372) ہے۔ تیسرے نمبر بے روزگار افراد کی خودکشیاں ہیں اور ایسے بارہ ہزار آٹھ سو ترانوے (12,893) افراد کی خودکشی سے موت ہوئی ہے۔ خواتین کے زمرے میں سب سے زیادہ تعداد بائیس ہزار تین سو بہتر (22,372) گھریلو خواتین کی تھیں۔ اس کے بعد پانچ ہزار پانچ سو انسٹھ (5,559) طالبات نے خودکشی کی، جبکہ ساڑھے چار ہزار (4,500) یومیہ اجرت پر کمانے والی خواتین نے بھی خودکشی کر کے اپنی جان گنوا دی۔

رپورٹ کے مطابق مجموعی طور پر خودکشی کرنے والوں میں سے سات فیصد کی تعداد کسانوں اور زرعی مزدوروں کی ہے۔ 2020 کے دوران ملک بھر میں 5,579 کسانوں اور 5,098 زرعی مزدوروں نے خودکشی کی۔ خودکشی کے لحاظ سے بھارت کے بڑے شہروں میں دارالحکومت دہلی سرفہرست ہے جہاں گزشتہ برس تین ہزار پچیس افراد نے خودکشی کر کے اپنی جانیں لے لیں۔ دوسرے نمبر پر جنوبی شہر چنئی ہے جہاں تقریباً ڈھائی ہزار افراد نے خودکشیاں کیں۔ بنگلور تیسرے نمبر پر ہے جہاں تقریباً سوا دو ہزار افراد نے خودکشیاں کیں۔

ماہرین کہتے ہیں کہ بھارت میں نوجوانوں میں خودکشی کا ایک اہم سبب ذہنی امراض ہیں۔ ماہر نفسیات اور فورٹس ہیلتھ کیئر ہسپتال میں مینٹل ہیلتھ شعبہ کے ڈائریکٹر ڈاکٹر سمیر پاریکھ کا کہنا ہے کہ بھارت میں ذہنی امراض کو نظر انداز کیا جاتا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ ہمیں ذہنی امراض کو بھی ایک طبی بیماری سمجھنا ہوگا اور ہمیں اسے نظر انداز کرنے کا رویہ ترک کرنا ہوگا۔ ڈاکٹر سمیر پاریکھ کے مطابق صرف بھارت ہی نہیں بلکہ دنیا کی بڑی آبادی ڈپریشن اور گھبراہٹ جیسی ذہنی بیماریوں سے دوچار ہیں۔

کورونا بحران کے دوران ڈاکٹروں کی خودکشی:

کورونا بحران کی وجہ سے بھارت میں ڈاکٹروں کی خودکشی کے واقعات میں بھی بہت زیادہ اضافہ دیکھنے کو ملا۔ انڈین میڈیکل ایسوسی ایشن کی رپورٹ میں اس کی وجہ کورونا کا علاج کرنے والے ڈاکٹروں میں ذہنی دباؤ کو بتایا گیا، رپورٹ میں کہا گیا کہ ڈاکٹرز غیر معمولی حالات میں مسلسل کام کرنے پر مجبور ہوئے۔

بھارتی دارالحکومت دہلی کے ایک نجی ہسپتال کے آئی سی یو میں کورونا مریضوں کا علاج کرنے والے ایک پینتیس سالہ ڈاکٹر نے گزشتہ دنوں خودکشی کر لی، وہ سخت ذہنی دباؤ کا شکار تھے۔ ڈاکٹروں کی ملک گیر تنظیم انڈین میڈیکل ایسوسی ایشن کے مطابق کورونا کی وجہ سے بھارت میں اب تک تقریباً ساڑھے سات سو ڈاکٹروں کی موت ہو چکی ہیں جبکہ نیم طبی عملے کی تعداد ان کے علاوہ ہے۔

کورونا کی دوسری لہر سے پیدا شدہ بحرانی صورت حال کی وجہ سے ڈاکٹروں پر بہت دباؤ پڑا۔ انہیں بالعموم مسلسل پندرہ دنوں تک ڈیوٹی کرنی پڑی جس کی وجہ سے وہ اپنے رشتہ داروں سے دور ہونے پر مجبور ہوئے اور اکیلا پن محسوس کرنے لگے۔ آکسیجن جیسی ضروری اور دیگر طبی ساز وسامان کی کمی کی وجہ سے مریضوں کو بے بسی کے عالم میں مرتے ہوئے دیکھ کر ڈاکٹر خود بھی ذہنی تناؤ میں آ جاتے تھے۔

انڈین میڈیکل ایسوسی ایشن (آئی ایم اے) کے سابق صدر ڈاکٹر راجن شرما نے کہا کہ ڈاکٹروں کو آرام نہیں مل رہا تھا، ان کے لیے کوئی پروٹوکول نہیں تھے۔ ڈاکٹر تھکان محسوس کر رہے تھے۔ ڈاکٹر شرما کہتے ہیں، ''مریضوں کا علاج کرتے ہوئے ڈاکٹر کو مریض سے قربت ہو جاتی ہے لیکن جب وہ کورونا کے کسی مریض کو بچا نہیں پاتے ہیں تو انہیں شدید ذہنی تکلیف پہنچتی ہے۔ ایسی بہت سی مثالیں دیکھنے کو ملیں کہ ڈاکٹر مریضوں کا حوصلہ بڑھانے کی ہر ممکن کوشش کرتے ہیں۔ حتی کہ وہ ان کے سامنے ڈانس بھی کرتے ہیں تا کہ مریض کی ذہنی کیفیت بہتر ہو اور وہ جلد از جلد صحت یاب ہو سکے۔ کورونا کے مریضوں کا علاج کرنے والے 35 سالہ ڈاکٹر وویک رائے نے دہلی میں اپنے گھر میں خودکشی کر لی۔ وہ ایک پرائیوٹ ہسپتال میں کورونا آئی سی یو وارڈ میں ایک ماہ تک لگاتار ڈیوٹی انجام دیتے رہے تھے۔ آئی ایم اے کے سابق سربراہ ڈاکٹر روی وانکھیڈ کرنے ان کی موت پر ایک ٹوئٹ کر کے بتایا کہ وہ ایک ہونہار ڈاکٹر تھے اور اس وبا کے دوران انہوں نے سینکڑوں لوگوں کی زندگیاں بچائی تھیں۔ لیکن اتنی زیادہ اموات کو دیکھ کر وہ ڈپریشن کا شکار ہو گئے اور انہوں نے خودکشی کر لی، ان کی بیوی دو ماہ کی حاملہ ہیں۔

آئی ایم اے کے سابق سربراہ کا کہنا ہے کہ ڈاکٹر وویک رائے کی خودکشی سے یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ڈاکٹروں پر کتنا ذہنی دباؤ ہے۔ انہوں نے کہا ''ایک نوجوان ڈاکٹر کی اس طرح کی موت کسی قتل سے کم نہیں ہے کیونکہ بنیادی ہیلتھ کیئر سہولیات کی قلت کی وجہ سے ڈاکٹرز بھی مایوسی کا شکار ہو رہے ہیں۔ یہ انتہائی خراب سیاست اور انتہائی خراب گورننس ہے۔

کووڈ کی رپورٹنگ کرنے والے ایک بھارتی صحافی کا ویڈیو بھی کافی وائرل ہوا تھا جس میں انہوں نے بتایا کہ اپنے مریضوں کو بچا نہ سکنے کی وجہ سے انہوں نے ڈاکٹروں کو کس طرح پھوٹ پھوٹ کر روتے ہوئے دیکھا ہے۔ ماہرین نفسیات کے مطابق خود ڈاکٹروں کے نفسیاتی مریض بن جانے کا اصل پتہ اس وقت چلے گا جب یہ وبا پوری طرح سے ختم ہو گی۔

بھارتی فوجیوں کی خودکشی:

سرکاری اعداد وشمار کے مطابق 2019 میں بھارت میں ہر تین دن میں ایک فوجی جوان نے خودکشی کی جبکہ ایک اندازے کے مطابق گزشتہ دس برسوں کے دوران گیارہ سو سے زائد جوانوں نے انتہائی قدم اٹھاتے ہوئے خود اپنی جان لے لی۔ رپورٹ کے مطابق بھارت میں اوسطاً ہر تین دن میں ایک فوجی جوان خودکشی جیسے انتہائی قدم اٹھا رہا ہے۔ لوک سبھا میں ایک سوال کے جواب میں وزارت دفاع کے بیان کے مطابق 2019 میں بھارتی بحریہ، فضائیہ اور بری فوج میں خودکشی کے مجموعی طور پر 95 کیسز ہوئے۔ بحریہ میں دو، فضائیہ میں بیس اور بری فوج میں خودکشی کے 73 کیسز درج کیے گئے۔ غیر سرکاری اعداد وشمار کے مطابق 2010 سے 2019 کے درمیان 1110 فوجی جوانوں نے خودکشی کی۔ ان میں بری فوج کے 895 جوان جبکہ فضائیہ کے 185 اور بحریہ کے 32 جوان شامل تھے۔ اس طرح تینوں افواج میں خودکشی کے سب سے زیادہ واقعات آرمی میں ہو رہے ہیں۔

گو کہ حکومت کا کہنا ہے کہ خودکشی کے بیشتر واقعات کا سبب گھریلو مسائل یا زمین کے تنازعات تھے تاہم بھارتی میڈیا اور سابق فوجی افسران اس تشویش ناک صورت حال کے لیے اصل وجہ کمزور قیادت، سینئر افسران کے نازیبا رویے، حقیقی ضرورت کے باوجود چھٹی منظور کرنے سے انکار جیسے اسباب کو قرار دیتے ہیں۔ (بحوالہ ڈوئچے ویلے)

Print&Designby:AzimabadPrinters,Patna#9473371988
Scanned with CamScanner